انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1. انورصوفیہ مئی 1951
2. انورصوفیہ مارچ 1952
3. انورصوفیہ فروری 1953
4. انورصوفیہ اپریل 1953
5. انورصوفیہ اگست 1953
6. انورصوفیہ جولائی 1954
7. انورصوفیہ اپریل 1955
8. انورصوفیہ اپریل، مئی 1955
9. انورصوفیہ جون 1955
10. انورصوفیہ جولائی 1955
11. انورصوفیہ اگست 1955
12. انورصوفیہ ستمبر 1955
13. انورصوفیہ اکتوبر 1955
14. انورصوفیہ نومبر، دسمبر 1955
15. انورصوفیہ جولائی، اگست 1956
16. انورصوفیہ ستمبر 1956
17. انورصوفیہ اکتوبر 1956
18. انورصوفیہ نومبر 1956
19. مناقب مجددیہ، قیومہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔ سیرت طالب ۲۔ انوار طالب ۳۔ تصوف ۴۔ تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

bakhtiar2k@hotmail.com

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

ویب سائٹس	http://ameeremillat.org/
ویب سائٹس	http://ameer-e-millat.com/
ویب سائٹس	http://ameeremillat.com/
ویب سائٹس	http://www.haqwalisarkar.com/
ویب سائٹس	http://www.charaghia.com/
کتابیں	http://www.scribd.com/bakhtiar2k
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/
فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ	http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/
بلاگز	http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
بلاگز	http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
ویڈیو	http://vimeo.com/user13885879/videos
ویڈیو	Youtbe: bakhtiar2k
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.marfat.com
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.maktabah.org
نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.fezanenaat.com

قواعد وضوابط:- علم تصوف کی اشاعت کرنا (۲) بزرگانِ دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا (۳) کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں پیش کرنا (۴) عوام کے افعال واعمال اور اُن کے اخلاق سدھارنا ۔

فہرست مضامین

اعلان:- جن حضرات کے ذمہ رسالے کا چندہ بقایا ہے۔ مہربانی کر کے جلد از جلد مینیجر صاحب کی خدمت میں ارسال کر کے مشکور فرمادیں۔ نوازش ہو گی۔

نعت شریف

از محمد کرم الٰہی

اے حبیبِ کبریا محبوبِ ربِّ دوسرا — اے شفیعِ مجرماں تو شافعِ روزِ جزا

صاحبِ لولاک نور از نورِ ربُّ العالمیں — از ضیائے نورِ تو عالم ہمہ شد پرِ ضیاء

مہترین مرسلان و خاتمِ پیغمبراں — اسوۂ حسنہ تو شد دستِ رہنمائے خلق را

معطی ایمان و ایقان ہادیِ راہِ ہدیٰ — شاہدِ ایمان عالم واقفِ اسرارہا!

زہرۂ چون و چرا نبود کسے را پیشِ تو — ہر کہ بکند بر خلافش حبط شد اعمالہا

عرشِ اعظم زیرِ پایت روضہ ات اعلیٰ ز عرش — دم بخود اینجا بباید اولیاء و اصفیاء

منکرِ انوارِ تو مقہورِ ربِّ ذوالجلال — تابعِ ارشادِ تو محبوبِ ربِّ دوسرا

انبیاء و اصفیاء اند مقتدی تو مقتدا — روزِ محشر ہم توئی ایں جملگاں را پیشوا

از ہوائے خود نگفتی حرفے بل از حکمِ ربّ — ایں ہمہ ارشادِ تو احکامِ ربِّ ذوالعطا

رحمتِ تو بس مرا اے رحمۃٌ للعالمین — روزِ محشر ایں رہاند از جزا و ہم سزا

مہر و ماہ و انجم و سیارگان و چرخ نیز — روز و شب گرداں بگردِ روضۂ تو چوں گدا

خاکِ پاکِ آں درت را کہ بوسیدم بسے — یاد می دارم کہ کردہ قسمتم بے منتہا

گر مرا بخشنم کند یاری کہ بینم روئے تو — ہر چہ دارم مے کنم قرباں بآں نوری لقا

بر درت افتادہ ام بیمار و زار و بے نوا — تا بہ بینی سوئے من بہرِ خدائے ذوالعطا

یک نگاہِ لطفِ تو سازد مرا محبوبِ ربّ

بس کرم کرم الٰہی را شہا کافی ترا

ارشادات حضرت خواجہ خواجگان مشکلکشاء بلاگردان شہنشاہِ بخاری رحمتہ اللہ علیہ۔

۱۔ فرمایا جس شخص نے ایک مرتبہ میری جوتی سیدھی کی ہے۔ میں اسکی شفاعت کروں گا۔

۲۔ فرمایا اول رجوع خستہ ہو پھر توجہ خاطر شکستہ۔

۳۔ فرمایا۔ اس راہ میں صاحب پندار کا کام بہت مشکل ہے۔ شعر

گرچہ حجاب تو بروں از حد ست
ہیچ حجابت چوں پندار نیست

ترجمہ۔ تمہارے حجاب اگرچہ بے حد و بے شمار ہیں۔ مگر پندار (اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ انانیت) سے کوئی بڑھکر حجاب نہیں ہے۔

۴۔ فرمایا۔ ارادہ الٰہی سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا ہے۔ بمتابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر بھی گذرا۔ ایک مرتبہ میں نے بھی مع یاران کے تنور میں روٹی لگائی۔ سب کی پک گئیں۔ مگر میری نہ پکی۔ وجہ یہ تھی۔ کہ جناب رسول مقبول رحمتہ للعالمین سے۔ اور آپ کا دست مبارک جو روٹی کو لگ گیا تھا۔ اس سبب سے آگ کا اثر اس پر نہ ہوا۔ چونکہ خواجہ صاحب کمال اتباع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتے تھے۔ اسکی برکت سے آپ کا ہاتھ جس روٹی پر لگا تھا۔ اس پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ

۱۔ فرمایا۔ صفت جباری کے دیکھنے سے تضرع و زاری توبہ و انابت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا۔ اگر سیل رضا دیکھو۔ تو خدا کا شکریہ ادا کرو۔ جب عدم رضا دیکھو۔ تو تضرع اور زاری کرو۔ اور صفت استغنائی سے خوف کرو۔ اور باز آؤ۔

۲۔ فرمایا۔ مشائخ کرام کی مزارات سے اسی قدر فیض حاصل ہو جاتا ہے۔ جس قدر کسی کا اعتقاد ہوتا ہے۔ فرمایا خواجہ بخاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ مجاورت خلق سے مجاورت حق بہتر ہے۔ کہ مقصود زیارت مزارات اکابر سے یہ ہونا چاہئے۔ کہ توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہو۔ اور ان کی روح کو وسیلہ سمجھے۔ اور یہی حال خلق کے ساتھ تواضع کرنے کا ہے۔ ہر چند تواضع ظاہری خلق کی جانب ہو۔ لیکن درحقیقت اللہ کے واسطے ہو۔ (از خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ)

۳۔ سلطان ابو سعید مرزا نے حضور خواجہ صاحب

کی غلامی میں داخل ہو کر سابقہ اعمال سے توبہ
کی۔ چونکہ ان کو شراب نوشی کی عادت تھی۔ کئی
بار بعد تائب ہونے کے ہوس شراب نوشی
پیدا ہوئی۔ نوکر سے کہا۔ کہ پائین باغ یعنے محل
کے پچھواڑے شراب کا کوزہ لانا۔ میں شام کو کوٹھے
پر سے اپنی پگڑی لٹکاؤنگا۔ اس سے کوزہ باندھ
دینا۔ میں کوٹھے پر کھینچ لونگا۔ جب نوکر شراب کا کوزہ
لایا تو مرزا ابوسعید نے پگڑی لٹکائی۔ مگر حضرت
خواجہ عبیداللہ احرار کی نظر سے یہ فعل پوشیدہ نہ
رہا۔ اور حضور نے نہ چاہا۔ کہ ان کا غلام بعد توبہ کرنے
کے پھر شراب نوشی کرے۔ چنانچہ مرزا نے پگڑی
اوپر کو کھینچی۔ جب کوزہ اوپر کو کھینچا۔ کوزہ دیوار سے
ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ اس بات سے مرزا کو بہت غم ہوا۔
جب دوسرے دن صبح کو مرزا جناب خواجہ صاحب
احرار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو
حضور نے اول ہی کلام یہ فرمایا۔ کہ رات کو تمہارے
کوزہ کے ٹوٹنے کی آواز میں نے سُنی۔ اور اگر آپ
کا کوزہ نہ ٹوٹتا تو میرا دل تم سے ٹوٹ جاتا۔ اور پھر
ہماری اور تمہاری ملاقات نہ ہوتی۔

۴۔ جب حضرت خواجہ صاحب سلاطین کے
اختلاط کے لئے مامور ہوئے۔ تو مرزا عبداللہ
والئے سمرقند تھا۔ اس کا ایک امیر حضرت صاحب
سے ملنے کی غرض سے آیا۔ تو حضور نے اس امیر کو
کہا۔ کہ میں تمہارے مرزا کی ملاقات کے واسطے یہاں
آیا ہوں۔ اگر تمہاری کوشش سے یہ بات ہو جائے
تو تم داخل ثواب ہوگے۔ اس امیر نے گستاخی
کے طور سے کہا۔ کہ مرزا جوان بے پرواہ ہے۔ اس
کی ملاقات ہونی مشکل ہے۔ اور درویشوں کو
ایسی باتوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت خواجہ صاحب
کو اس بات سے بڑی غیرت آئی اور فرمایا۔ کہ مجھکو
سلاطین کے اختلاط کا حکم ہوا ہے۔ میں خود
نہیں آیا ہوں۔ تمہارا مرزا پرواہ نہیں کرے گا۔
کوئی اور آئیگا جو پرواہ کرے گا۔ جب وہ امیر باہر
چلا گیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کا نام سیاہی
سے لکھا اور آب دہن سے اس کو مٹا دیا۔ اور فرمایا
ہمارا کام اس بادشاہ اور امیر سے نکلتا معلوم نہیں
ہوتا۔ اور اسی روز متوجہ تاشقند ہو گئے۔ ایک ہفتہ
کے بعد وہ مر گیا۔ اور ایک ماہ کے بعد سلطان
ابوسعید مرزا ترکستان سے مرزا عبداللہ پر چڑھ
کر آیا۔ اور اسکو قتل کر دیا۔

ارشادات حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے
بیعت کی۔ تو آپ بیعت سے پیشتر حضرت خضر
علیہ السلام کے ہم صحبت تھے۔ جنہوں نے حضور کو
ذکر خفیہ کی تعلیم فرمائی تھی۔ خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ
اللہ علیہ ذکر جہر کرتے تھے۔ مگر آپ نے حضور خواجہ
عبدالخالق کو ارشاد فرمایا۔ کہ آپ ذکر خفیہ ہی کریں
جو آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ہوا
ہے۔

۲۔ ایک خادم نے عرض کیا۔ کہ فراغت کس کو
کہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ فراغت دل یہ ہے۔ کہ دنیا
کی محبت دل میں راہ نہ پائے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ دنیا کے

کام سے آزاد ہو۔ حق تعالےٰ عزاسمہٗ نے سرکار دو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ
فَانْصَبْ۔ یعنے جس وقت تمام موجودات سے
دل فارغ ہو جائے، اس وقت میری خدمت میں
مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت اور خلق سے
معاملہ داری میں اللہ تعالےٰ سے غافل نہیں ہوتے
ان کی تعریف اللہ تعالےٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ
اللّٰهِ۔ اگر ان لوگوں سے ہو جاؤ۔ تو سبحان اللہ!
ورنہ ان لوگوں کی جان و مال سے خدمت کرو۔

از حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ دہلوی

فرمایا۔ کہ فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے۔ درویشوں
کو پیغمبر علیہ السلام کا طور اختیار کرنا چاہئے۔ کہ
کمال گرسنگی کی حالت میں شکم پر پتھر باندھ دیتے
تھے۔ اور توکل پر بیٹھے اور بلا پر صبر کرتے۔ اور عطا
پر شکر کرتے۔ ارشاد فرمایا۔ پیری کے لائق وہ
شخص ہے۔ کہ ضروری مسائل کا علم رکھتا ہو۔
مقامات عشرہ صوفیہ مثل توکل و قناعت و
زہد و صبر وغیرہ حاصل ہوں۔ ارباب دنیا کی صحبت
سے اجتناب رکھتا ہو۔ مشائخ کرام کی صحبت سے
فیضیافتہ ہو۔ صاحب کشف یا ادراک ہو۔ خطرہ
ماسوٰی سے دل پاک ہو۔ ظاہر شریعت سے
آراستہ باطن طریقت سے پیراستہ۔

ارشادات حضرت خواجہ خواجگان سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

فرمایا۔ اے یاران ما۔ پہلا قدم جو آپ اس راہ
طریقت میں رکھتے ہو۔ چاہئے کہ وہ صدق و راستی
پر ہو۔ تاکہ آپ کے کام کی بنیاد درست ہووے۔
ایسا ہی میرے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ نے
ارشاد فرمایا تھا۔ کہ تمام اہل اللہ اسی اصول پر ہیں۔
کہ مردمان اسی سبب سے حصول کرنے سے محروم
رہتے ہیں۔ کہ اصول شرع کو ترک کر دیتے ہیں۔
اس لئے سب سے اول اور مقدم یہ ہے۔ کہ اپنا
اعتقاد درست کریں۔ اور شک بدعت شبہ ضلالت
سے اور تمام ناشروعات سے اپنے دل کو خالی
کریں۔ اور اپنے اعتقاد مقلد ہی نہ ہونا۔ اور ہر اس
چیز سے یعنے کہ صحبت اور دلیل جس کا اس طریق سے
تعلق ہو۔ حسب حاجت ہو۔ آپ کے جواب دینے
کے قابل ہو۔ اور اس سے زیادہ زشت اور کوئی
بات نہیں ہے۔ کہ ہر ایک تمام اشخاص مریدان کو
مذہب کی باتیں کہیں۔ اور متقدمین کے اتفاق و
اختلاف سے واقف نہ ہوں۔ اور اگر اُن کو
متقدمین کے اختلاف اور اتفاق کا علم نہ ہو۔ تو
یہ علامت اسکی جہالت کی ہے۔ کیونکہ یہ طریق
تمام طرق سے زیادہ روشن ہے۔ اس لئے چاہئے
کہ یہ دلائل بھی تمام دلائل سے روشن ہوں۔ اور ان
کا مذہب بھی تمام مذاہب سے درست ہو۔ اور
حضرت امام نجم الدین عمر نسفی نے یوں ارشاد فرمایا
ہے۔ کہ یہ جاننا چاہئے۔ کہ تصوف کیا ہے۔ اور
اہل تصوف کون ہیں۔ اور انہوں نے کیا کیا ہے۔
اول یہ جان تو کہ تصوف دل کو غیر خدا سے پاکیزہ
رکھنا ہے۔ اور اسکو فرائض خدا تعالےٰ اور
سنت ہائے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
سے آراستہ کرنا۔ اب اس قدر جان تو کہ اہل

تصوف برگزیدگان خدا تعالےٰ جل جلالہٗ اور رووندگان (چلنے والے) بر سنت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر وہ ہمارے زمانہ میں دس فریق بن گئے۔ نو فرقے بدعت اور ضلالت میں ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ حبیبیہ۔ اولیائیہ شمراخیہ۔ اباحیہ۔ صاحبیہ۔ حلولیہ۔ واقفیہ۔ تجاہلیہ متکاسلیہ۔ الہامیہ۔ مگر مذہب یہ جاننا چاہیئے۔ کہ ان میں سے ہر ایک کیا کہتا ہے۔ اور کیا ہے۔

۱۔ حبیبیہ وہ ہے جو کہتا ہے۔ کہ جس وقت بندہ کو اللہ تعالےٰ کی دوستی کے درجہ تک رسائی ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ بھی اسکو دوست بنالے۔ اور وہ دوسری چیز سے خوف کرے۔ وہ مکلف نہیں رہتا۔ اور خطا وعبادات اس سے اٹھالی جاتی ہیں۔ حرام اس پر حلال ہوجاتا ہے۔ نماز روزہ کو چھوڑنا اس کے لئے جائز ہوجاتا ہے۔ اگر وہ عورت کو ننگا رکھتا ہے۔ جو محض کفر ہے۔ اس کفر سے اس کو شناخت کر لیا جاتا ہے۔ مگر ان کے کردار یہ جلنے جا سکتے ہیں۔ سالک کو ان کے طریق سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تاکہ کفر کے گڑھے میں نہ گرے۔

مقامات حضرت خواجہ خواجگان مشکلکشاء بلاگردان شہنشاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز

۱۔ ایک درویش نے جو حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے تھا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ خواجہ صاحب کی غلامی میں منسلک ہونے کی میری یہ وجہ ہوئی۔ کہ وہ جماعت درویشاں کی جو بخارا میں تھی۔ جناب خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں چونکہ خواجہ صاحب بیمار تھے۔ عیادت کے لئے حاضر ہوئی۔ خواجہ صاحب بیمار تھے۔ اور باغ مزار میں تشریف فرما تھے۔ اس بیماری کی حالت میں بھی نہائیت ہی لطف وکرم سے آپ نے درویشاں سے سلوک کیا۔ بلکہ اپنی شگفتہ خاطر سے ان کو خوش کردیا۔ اور نہائیت ہی خندہ روئی سے پیش آئے۔ اور باوجودیکہ آپ کو مرض کا غلبہ تھا۔ مگر پھر بھی اُن کے ہمراہ جو حضور کی خدمت میں حاضر تھے جا کر کوسفنداں لائے۔ اور ایک بکری اپنے دوش مبارک پر اٹھا لائے۔ اور پھر اس وقت طعام پکوانے میں خود مشغول ہوگئے۔ اور یہی وہ نظارہ مکارم اخلاق حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ میری محبت کا باعث ہوا۔ اس کے بعد مجھے ایک کام کے لئے اپنے دولت خانہ کو روانہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ جس وقت تم گاؤں میں پہنچو۔ میرے مکان کا پتہ دریافت کرنا۔ اور ایک بچہ اندر بھیج کر عرض کرنا۔ کہ ایک دیگ اور کلیہ اور کچھ برتن کھانا پکانے کے لئے ضروری ہوں اندر سے طلب کرے اور آپ کو لا دے۔ اور اگر آپ کو کوئی بچہ (کودک) نہ مل سکے۔ تو خود زنجیر در آہستگی سے ہلانا۔ اور جو کچھ ہم نے فرمایا ہے اندر سے طلب کرنا۔ اور بہت جلدی لاؤ۔

چنانچہ جب میں گاؤں میں پہنچا۔ ایک بوڑھی عورت
بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ
حضرت خواجہ بہاء الحق والدین کا محل (دولت کدہ)
کونسا ہے۔ تو اس عورت بوڑھی نے فوراً مجھے بُرا
کہنا شروع کر دیا۔ اور مجھے کہا کہ اس موضع میں شیخ
نہیں ہے۔ بلکہ طرار ہے اور جلاد ہے۔ اسکی جائے
رہائش فلاں ہے۔ اس عورت کی ان باتوں سے
میں بہت دل شکستہ ہوگیا۔ اور اسی طریق سے جس
طرح مجھے حضرت خواجہ صاحب نے حکم فرمایا تھا۔
زنجیر در کو کھڑکایا۔ اور وہ سامان طعام پکانے کا لیکر
حضور کی خدمت میں پہنچا دیا۔ حضور نے میرے
باطن کی طرف نگاہ کی۔ اور فرمایا۔ کہ جس پاک باطنی اور
خوش اعتقادی سے تو ہمارے پاس سے گیا ولیسا
نہیں واپس آیا۔ اس تغیّر کی وجہ بتلاؤ۔ اور میں نے
اس ضعیفہ سے جو کچھ سنا تھا حسب ضرورت عرض
کر دیا۔ حضور خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ پھر جاؤ اور وہ
دسترخوان لاؤ۔ میں پھر گیا تاکہ دسترخوان لاؤں۔
اور اس ضعیفہ نے اس دفعہ اور بھی زیادہ بدگوئی سے
کام لیا۔ اور کہا۔ کہ اس شخص کو تم کیسے شیخ کہتے ہو۔
نہ ہی وہ سماع سنتے ہیں نہ ہی وہ خلوت میں بیٹھتے ہیں۔
اور اس دفعہ اسکی باتوں سے میں زیادہ دل شکستہ
ہوگیا۔ اور لبطریق معلومہ حضرت خواجہ کے گھر سے
دسترخوان طلب کیا۔ اور اسکو خواجہ صاحب کی
خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا۔
اس دفعہ تو پہلے سے بھی زیادہ تغیر تمہاری حالت باطنی
میں ہوگیا ہے۔ آپ کی دریافت پر میں نے وجہ بیان
کر دی۔ تو حضور خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس باغ
کے باہر ہمارا ایک درویش بنام شیخ امیر حسین ہے جو زراعت
کاری میں مشغول ہے۔ اسکو بلا لاؤ۔ جب شیخ امیر حسین
حاضر ہوا۔ تو آپ نے اسکو فرمایا۔ کہ فلاں بوڑھی ضعیفہ
کو تم جا کر کہہ دو۔ کہ جلادی تو خود کرتی ہے۔ اور ہم پر
تہمت لگاتی ہے۔ اور اگر وہ کہے۔ کہ میں نے جلادی
نہیں کی۔ تو اسکو کہہ دو۔ کہ فلاں کابدان میں تم نے فلاں
شخص کے ہمراہ فساد (زنا) کیا۔ اور جب اس کا اثر
(یعنی حمل) تم پر ظاہر ہوا۔ اور لوگوں نے جانا۔ کہ تم کو
فضیحت کریں۔ یعنی تم کو بے عزت اور ذلیل کرے۔
اس اثر (حمل) کو تو نے اپنے آپ سے رفع کیا۔ اور
فلاں جگہ اس کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد مجھے فرمایا۔
تو شیخ امیر حسین کے پیچھے پیچھے جاؤ اور سنو۔ آیا امیر
حسین وہ باتیں کہتا ہے جو تم نے مجھ سے سُنیں۔
میں شیخ امیر حسین کے ہمراہ اس ضعیفہ کے پاس
گیا۔ اور ان باتوں کو جس طرح کہ حضرت خواجہ صاحب
سے سنا تھا۔ ضعیفہ سے کہا۔ وہ عورت رونے
لگی۔ اور زاری اور تضرع کی۔ اور کہا۔ کہ خدا کے بندے
ان کاموں سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ میں نے بُرا کیا۔ اور
توبہ کرتی ہوں۔ شیخ امیر حسین نے کہا۔ اگر حق تعالیٰ
ان بندگان کو اطلاع نہ دے۔ تو وہ کیسے بیان فرما
سکتے ہیں۔ اس بات سے میرے دل میں بہت زیادہ
محبّت ہوگئی۔

۲۔ ایک دن حضور خواجہ صاحب قصر عارفاں
میں تھے اور دیگدان کے بنانے میں مشغول تھے درسی
(درانتی) کی ضرورت ہوئی۔ ہر چند طلب کی مگر نہ مل سکی
خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ داسی بہت جلد حاضر ہو
جائیگی۔ مکتوب غدیوت کو ارسال کیا ایک درویش کو

اور اسکو فرمایا کہ داسی قطب الدین غندیوتی کے گھر
میں موجود ہے۔ اور وہ آہنی داسی پارچہ میں لپٹی ہوئی
قطب الدین کے خزینہ کے اوپر کے چھت میں رکھی پڑی
ہے۔ چنانچہ وہ اسی چھت سے برآمد کی گئی۔ اور حضور
خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر کی گئی۔ مرد مان جو
اس وقت موجود تھے بڑے حیران ہوئے۔

۳۔ ایک درویش نے حکایت بیان کی ہے۔ کہ ابھی
اکابر بخارا حضور خواجہ صاحب کی غلامی میں داخل نہ ہوئے تھے۔
ایک دن حضور شہر بخارا میں ایک راستہ پر گذر رہے
تھے۔ اور مولنا حسام الدین یوسف رحمۃ اپنے طلبا کی
کثیر تعداد کے ساتھ بھی طرف مقابل سے آرہا تھا۔
خواجہ صاحب نے اس جماعت کو دیکھا۔ اور ایک
طرف متوجہ ہو کر جلدی جلدی جا رہے تھے۔ اور
فاصلہ خواجہ صاحب اور اس جماعت میں بہت
زیادہ تھا۔ وہ بزرگوار دین (خواجہ یوسف) اس جماعت
سے باہر نکل کر تمام راستہ طے کر کے حضرت خواجہ
صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کمال نیاز
مندی سے سلام عرض کیا۔ حضور خواجہ صاحب نے
کمال مہربانی سے جواب دیا۔ اس کے بعد مجھے فرمایا۔
کہ بخارا سے جو شخص سب سے اول میرا آشنا ہوگا
وہ یہی صاحب ہوگا۔ اور خواجہ صاحب کے وہ الفاظ
ہر دم میرے دل میں تھے۔ چنانچہ سات سال کے
بعد اس کا اثر ظاہر ہوا۔ اور خواجہ یوسف خواجہ
بخاری کی غلامی میں داخل ہو گیا۔

۴۔ ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ خواجہ صاحب کی غلامی
میں داخل ہونے کا میرا یہ سبب ہوا۔ کہ ترمذ کا ایک
شخص موضع نسف میں صان میں موجود تھا آیا تھا۔ اس
کی ایک خوبصورت دختر تھی۔ جسکی طرف میری میلان
خاطر تھی۔ ایک دن وہ لڑکی اکیلی گھر پر موجود پائی۔ تو
میں اس گھر میں داخل ہو گیا۔ اور اپنی بغل میں دبوچا۔
اس کا منہ چوما۔ ہر قسم کی گفتگو اس سے کی۔ چند دنوں
کے بعد میں بخارا میں ایک درویش کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ جو حضور خواجہ صاحب کا غلام تھا۔ چند دن اس
کی صحبت میں رہا۔ پھر اسکے ہمراہ خواجہ صاحب کی
خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔
کہ ترمذ کی لڑکی کو بغل میں لے کر اس کا منہ چوما اور دبایا۔
اور ہماری محبت کا دعوےٰ کیا۔ اور یہ کیا۔ فرمایا وہ بالکل
ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ اس سے توبہ کرو۔ چنانچہ مجھے
توبہ کرائی۔ اور مجھ پر مہربانی فرمائی۔ اور مجھے فرمایا جس نے
تم کو دیکھا ہے اللہ تعالےٰ نے اس سے ہم کو تمہارے
اس فعل کی اطلاع دی ہے۔

۶۸۶

تصوف ـــــ تصورِ شیخ

گذشتہ سے پیوستہ

دعرصہ ہوا۔ کہ فقیر نے تصورِ شیخ

عرصہ ہوا کہ فقیر نے تصورِ شیخ پر انجمن خدام الصوفیہ ہند کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کچھ اظہارِ خیالات کیا تھا۔ جو ماہ سال کے رسالہ انوار الصوفیہ بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا تھا۔ فی الحال وہ یارانِ طریقت کی ضیافت طبع کی خاطر شائع کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر توفیقِ الٰہی رفیقِ حال رہی۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ کچھ اور بھی عرض کیا جائیگا۔ اور وہ یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ الخ پ ۱۵۔ تھام رکھ اپنے آپ کو اُن کے ساتھ جو یاد کرتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام۔ طالب ہیں اس کے منہ کے اور نہ پھریں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر الخ ؎

بر مسندِ فقر گر بہ بینی شاہے - از سرِّ حقیقت بہ یقیں آگاہے
گر نقش کنی بلوحِ دل صورتِ او - زاں نقش بہ نقشبند یابی راہے

(مولانا جامی رح)

حضرات! تصورِ شیخ کا مسئلہ بیان کرنا اس ہیچمدان و بے بضاعت کا کام نہیں۔ اور سُنی سُنائی باتوں کا بیان کرنا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کا مصداق بننا ہے۔ لیکن چونکہ مامور ہے اور مامور کو سرتابی کی مجال نہیں ہوتی۔ اس لئے انہی بیگانہ خیالات کو اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں پیش خدمت کرتا ہے۔ اور علمائے کرام و صوفیائے عظام اور دیگر صاحب دل و صاحب حال حضرات کی خدمت میں التماس کرتا ہے۔ کہ براہِ کرم غلطیاں و لغزشیں جو اس نادیدہ راہ میں ہونی ضروری ہیں معاف فرما کر خاکسار فقیر پر احسان فرمائیں گے۔

اصطلاح صوفیہ کرام میں اس کا نام ربطِ قلب یا صحبتِ معنوی یا معیّت روحی ہے۔ اور یہ تصوّر دو قسم پر ہے۔ ۱۔ اختیاری۔ ۲۔ بے اختیاری۔ جب ایک دل کیساتھ دوسرے دل کو الفت و محبّت کی نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو محب کے شیشۂ دل پر صورتِ محبوب کا عکس پڑتا ہے۔ یہی تصوّر ہے۔ گویا تصوّر بے اختیاری خاص محبّت حقیقی و کشش باطنی کا نتیجہ و اثر ہے۔ باقی رہا اختیاری۔ وہ بطور سبق بتایا جاتا ہے۔ یہ تصوّر صرف تحصیل فیوض و برکاتِ الٰہیہ کا واسطہ اور ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اسکی مشق معیّت روحی اور صحبت معنوی بطور دوام حاصل ہوتی ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ فرماتے ہیں ؎ در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا مے فرستمت

(عشق کی راہ میں نزدیک اور دُور کا جھگڑا نہیں تم کو ظاہر دیکھتا ہوں اور دعا دیتا ہوں)۔ ایک دوسرے کامیاب اور خوش نصیب بزرگ فرماتے ہیں ؎
شیشۂ دل میں کھنچی تصویرِ یار۔ جب کبھی گردن جھکائی دیکھ لی

چونکہ بعض لوگ تصوّرِ شیخ سے اسکو شرک و بت پرستی سمجھکر منع کرتے ہیں۔ اور جو لوگ شرک نہیں بھی جانتے وہ بھی اسکو غیر ضروری کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ شریعت

میں اسکی کوئی سند و اصل نہیں۔ (ان کے خیالات باطلہ کے رد کے لئے مضمون میں اوپر حضرت مولٰنا محمد یوسف صاحب رح کا مدلل اور با سند فتوٰی درج کر دیا گیا ہے) معترضین کے اعتراضات کے جواب دینے کی تو ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ اعتراض کرنے والوں سے تو کوئی بھی اور کسی زمانہ میں بھی نہیں چھوٹا۔ لیکن مجوزین میں چونکہ بڑے بڑے علما اور مشائخ وصوفیائے کرام پائے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی تائید میں مفید باتیں عرض کی جاتی ہیں نہ اس لئے کہ وہ کسی تائید کے محتاج ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ خاکسار اس مسئلہ حقہ میں بھی انہی کا مقلد ہے۔ اور انہی کی تقلید اور اتباع میں ہی اپنی نجات اور سعادت دارین جانتا ہے (کیونکہ وہ اتباع کتاب و سنت سے ہی فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ لبقا باللہ کے مقامات عالیہ پر پہنچے ہیں) ع

گر من از ایشاں نیستم در کار ایشاں کن مرا

حضرت مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ تصورِ شیخ کے جائز ہونے پر مشائخ چشتیہ و نقشبندیہ کا اجماع ہے فقط۔ اور اجماع کے حق ہونے پر حدیث شریف۔ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ۔ (میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی) ناطق صادق ہے۔

۱۔ مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے۔ کہ راہِ سلوک میں مرشد کے ساتھ محبت و تعظیم کی صفت پر دل لگانا اور اسکی صورت کا ملاحظہ کرنا رکنِ اعظم ہے۔

۲۔ طریق نقشبندیہ میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب مرشد پاس نہ ہو۔ تو اسکی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے۔ بطریق محبت و تعظیم کے۔ تو اسکی خیالی صورت وہی فائدہ دیگی جو اسکی صحبت (جسمانی) دیتی تھی۔

۳۔ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب رح کہ فاضل اجل و فقیر کامل گذرے ہیں اپنی کشکول میں فرماتے ہیں۔ حاضر کرنا صورت شیخ کا درمیان دونوں آنکھوں کے اہم شرط ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ وجود مشروط بغیر شرط کے ممکن اور مفید مدعا نہیں۔ پس حاصل ہونا قرب الٰہی اور تقرب بارگاہِ خدائی کا کہ مقصود اصلی ہے بدون توجہ ساتھ صورت شیخ کے نزدیک اہلِ عرفان و صاحب الیقان کے متصور نہیں۔

۴۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح رسالہ انتباہ میں فرماتے ہیں۔ "مطلوب دیگر آنست کہ صورت مرشد پیش خود تصور کردہ بعدہٗ ذکر گوئید۔ اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ درحق ایشاں است و برائے نفیِ خواطر اثر تمام دارد۔ بلکہ حضرت سید جلال الدین مخدوم قاضی خاں ناصح قدس اللہ سرہُ العزیز چنیں مے فرمائند کہ صورت مرشد کہ ظاہرا دیدہ می شود مشاہدۂ حق تعالٰے است در پردۂ آب و گل۔ اما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار مے شود آں مشاہدۂ حق تعالٰے است بے پردۂ آب و گل کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ وَمَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ در حق او درست شدہ است (دوسری مطلوبہ بات یہ ہے کہ مرشد کو اپنے پاس بیٹھا ہوا تصور کرکے بعد میں ذکر اللہ کرے۔ جیسا کہ کہتے ہیں پہلے رفیق راہ (راہبر) چاہئے۔ پھر راہ طے کرنی چاہئے۔ ان ہی کے حق میں ہے۔ اور خطرات (وسوسوں) کے دور کرنے میں پورا اثر رکھتا ہے۔ بلکہ حضرت سید جلال الدین مخدوم رح یہ فرماتے ہیں۔

کہ مرشد کی صورت جو ظاہر میں نظر آتی اور دیکھی جاتی ہے
وہ جسم کے پردہ میں حق تعالےٰ کا مشاہدہ کرنا ہے (پردۂ
جسمانی میں تجلی حق ہے) مگر مرشد کی صورت جو خلوت
و تنہائی میں دیکھی جاتی اور نظر آتی ہے۔ وہ بے پردہ جسم
(جسمانی پردہ کے بغیر) مشاہدہ حق تعالےٰ ہے۔ کیونکہ
حدیث۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے آدم کو رحمٰن (اپنی)
کی صورت پر پیدا (خلق) فرمایا ہے۔ اور حدیث
جس نے مجھے دیکھا۔ اس نے خدا کو دیکھا۔ اس (مرشد)
کے حق میں صحیح اور درست مانی گئی ہے) ؎

گر تجلی ذات خواہی صورتِ انساں بہ بیں
ذاتِ حق را آشکارا اندر آں خنداں بہ بیں

(اگر تجلی (جلوہ) ذاتِ الٰہی دیکھنا چاہتا ہے۔ تو خلیفۃ
اللہ (انسان) کی صورت دیکھ۔ اسکی صورت میں ذاتِ
حق کو ظاہر اہنستا (چمکتا) ہوا دیکھ لے)

خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ مرشد کی صورت اپنے
سامنے تصور کرکے پھر ذکر کرنا شروع کرے۔ کہ پہلے
ساتھی پکڑو، پھر راہ چلنا اختیار کرو۔ ان ہی کے حق میں
آیا ہے۔ اور نفسانی خطروں و شیطانی وسوسوں کے
دور کرنے میں پورا اثر رکھتا ہے۔ بلکہ حضرت قاضی
خاں یوسف ناصح رح ایسا فرماتے ہیں۔ کہ پیر کی صورت
جو ظاہر میں دیکھی جاتی ہے جسدِ خاکی کے پردہ میں مشاہدۂ
حق تعالےٰ کا ہے۔ لیکن صورتِ مرشد (تصور شیخ)
جو تنہائی میں ظاہر ہوتی ہے وہ حق تعالےٰ کا مشاہدۂ
ہے۔ بغیر پردے جسدِ خاکی کے۔ کیونکہ یہ ہر دو
احادیث "کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے آدم کو صورت
رحمٰن پر بنایا۔ اور جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق دیکھا
اس نے حق کو۔ اس کے (پیر کے) حق میں صادق آئی ہیں۔

مکتوب سوم دفتر دوم از مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی

سرہندی رح میں ہے۔ خواجہ محمد اشرف رح نے لکھا
تھا۔ کہ نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی ورزش یہاں
تک غالب ہوگئی ہے۔ کہ نمازوں میں اس کو اپنا
مسجود پاتا ہے۔ اور بالفرض اس کو دور بھی کرنا چاہے
تو نہیں ہو سکتا۔ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔
اے محبت کے نشان والے۔ طالب ایسی دولت
کی تمنا کرتے ہیں۔ ہزاروں میں سے ایک کو ملتی
ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی
استعداد رکھتا ہے۔ اور شیخ مقتدا کی تھوڑی
سی صحبت سے اسکے تمام کمالات کو جذب کرلیتا
ہے۔ رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہیں۔ رابطہ مسجود الیہ
(جسکی طرف منہ کرکے سجدہ کیا جائے) ہے نہ مسجود لہٗ (جس
کی خاطر یا جسکو سجدہ کیا جائے) محرابوں، مسجد کی دیواروں
کی نفی کیوں نہیں کرتے؟ اس قسم کی دولت سعادت
مندوں کو میسر آتی ہے۔ تاکہ عام احوال میں صاحب
رابطہ کو اپنا وسیلہ جانیں۔ اور عام اوقات اسی کیطرف
متوجہ رہیں۔ نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ
کو مستغنی (لاپرواہ) جانتے ہیں۔ اور توجہ کے قبلہ کو
اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے
معاملے کو درہم برہم کرلیتے ہیں۔

مکتوب ۱۸۷ دفتر اول میں حضرت مجدد الف ثانی رح
فرماتے ہیں۔ واضح ہو۔ کہ تکلف اور بناوٹ کے بغیر مرید
کو پیر کے رابطہ کا حاصل ہونا پیر اور مرید کے درمیان
اس مناسبت کے کامل ہونے کی علامت ہے جو
افادہ و استفادہ کا سبب ہے۔ اور وصول الی اللہ

کے لئے رابطہ (تصور شیخ) زیادہ سے اقرب کوئی طریق نہیں۔ دیکھیں کس سعادتمند کو اس دولت سے بہرہ مند کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ احرار رح فرماتے ہیں۔ ع۔ "سایۂ رہبر بہ است از ذکر حق" یعنی سایۂ رہبر (تصور شیخ) اللہ کا ذکر کرنے سے بہتر ہے۔ بہتر کہنا نفع کے اعتبار سے ہے۔ مرید کے لئے اس کے ذکر کرنے سے زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ مرید کو مذکور کے ساتھ ابھی کامل مناسبت نہیں۔ تاکہ ذکر کے طریق سے پورا نفع حاصل کرسکے۔"

حضرت شہنشاہ نقشبند بخاری رح فرماتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا ولی نہیں کہ جس پر اللہ تعالےٰ کی نظر نہ ہو۔ جب اس ولی اللہ سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس نظر الٰہی سے فیضیاب ہوتا ہے۔ پس جتنی دفعہ زیادہ اسکو دیکھیگا اتنی دفعہ زیادہ نظر الٰہی سے فیضیاب ہوگا۔ مولانا روم رح اسی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ ؎

دیدن دانا عبادت این بود سرِ فتح الابواب سعادت این بود
ہر کہ خواہد ہمنشینی باخدا۔ او نشیند در حضور اولیا

یعنی اہل اللہ کا دیکھنا بھی ایک بڑی عبادت ہے جس سے دیکھنے والوں کے لئے سعادت اور نیک بختی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جو خدا کے ساتھ بیٹھنا چاہے۔ وہ اولیاء اللہ کے حضور میں بیٹھے (کہ ان کے پاس بیٹھنا گویا خدا کے ساتھ بیٹھنا ہے)

(باقی آئندہ)

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب از کنجاہ)

خطبہ نمبر ۱ ۔۔ (از خطبات نبوی)

یاد رکھو سامعین نامدار۔ بے شبہ دنیا ہے شیریں سبزہ زار
بادشاہی کرکے دنیا کی عطا۔ دیکھیگا حق پھر عمل کرتے ہو کیا
بس خدا سے تم سدا ڈرتے رہو۔ بیویوں کے حق ادا کرتے رہو
جبکہ حق کی بات کوئی جان لے۔ اسکے کہنے سے کسی سے نہ ڈرے
عمر دنیا کی ہے باقی اس قدر۔ آج کا دن پیچھے باقی جس قدر
یعنی گزرا بیشتر وقت حیات۔ اک رمق باقی ہے پھر ہوگی ممات
کام نیکی کے جو کرنے ہیں تجھے
آج کر تاکہ نہ پچھتانا پڑے

جن یاران طریقت کے ذمہ رسالے کا چندہ بقایا ہے۔ وہ براہ کرم ارسال کرکے رسالے کی امداد فرمائیں۔

(مہر عبدالحق صاحب مینیجر)

انوار صوفیائے کرام

اے خدا دے ہم کو توفیق ادب!
لطف سے محروم تیرے بے ادب
بے ادب خود ہی نہیں تنہا جلا
بلکہ اک عالم کو دی آتش لگا
کام جو کہ کرتا بے استاد ہے
ہے یقیں ہوتا وہ بے بنیاد ہے
داغ جس دل میں نہیں ہے عشق کا
گھر اندھیرا ہے نہیں اس میں دیا
چاہتا خلوت میں ہے بیٹھے اگر
شیخ کی صحبت میں بیٹھا اے باہنر

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب از کنجاہ)

مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تن اور فنا و بقا کی حقیقت اور عارف کی حقیقت و صورت سے عدم کے جدا ہونے اور مجاورت کی نسبت بہم پہنچانے کے بیان میں مولنا عبدالقادر انبالوی کی طرف صادر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔ اللہ رب العالمین کی حمد ہے۔ اور حضرت سید المرسلین پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ اس فقیر کے علم میں حقائق ممکنات جیسے کہ بعض مکتوبات میں لکھا جاچکا ہے۔ ان عدمات سے مراد ہیں جو ہر شر و نقص کا موجب ہیں۔ مع حق تعالےٰ کے کہ اسماء صفات کی علمیہ صورتوں کے عکوس کے جو ان عدمات میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ وہ عدمات ہیولی یعنی مادہ کیطرح ہیں۔ اور وہ عکوس صورت کی طرح جو ہیولی میں حلول کئے ہوئے عدمات کی تشخیص و تمیز ان عکوس کے ساتھ ظاہر ہے۔ اور ان عکوس کا قیام ان عدمات کے ساتھ متمیز ہے۔ یہ قیام عرض و جوہر کے قیام کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح صورت کا قیام ہیولی کے ساتھ اور ہیولی کا قیام صورت کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے کہ حکماء نے کہا ہے۔ جب سالک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ذکر و مراقبہ کے ساتھ حق تعالےٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور دم بدم ماسوی سے منہ پھیرتا جاتا ہے۔ اور حق تعالےٰ کے اسماء و صفات کی علمیہ صورتوں کے عکوس ہر آن میں قوت و غلبہ پاتے جاتے ہیں۔ اور اپنے قرین ساتھی پر جو عدمات ہیں غالب آتے جاتے ہیں۔

الا ان حزب اللہ ھم الغلبون۔ (خبردار اللہ تعالےٰ کا گروہ غالب ہے) معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ عدمات جو ان عکوس کے لئے اصل مادہ کیطرح ہیں۔ سب پوشیدہ ہونے لگتے ہیں۔ بلکہ سب کے سب سالک کی نظر میں چھپ جاتے ہیں۔ اور اپنے اصول کے عکوس کے بغیر اسکی نظر میں کچھ نہیں رہتا۔ بلکہ وہ عکوس بھی جو اپنے اصول کے آئینے ہیں نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان مقام میں آئینوں کا مخفی ہونا ضروری ہے۔ یہ مقام مقام فنا ہے۔ اور بہت بلند ہے۔ اگر سالک فانی کو بقا بخشیں۔ اور عالم کی طرف واپس لائیں۔ تو اپنے عدم کو باریک پوست کی طرح جو بدن کا محافظ ہے معلوم کریگا۔ اور نزدیک ہے۔ کہ نہایت بے مناسبتی سے جو اس کو عدم کے ساتھ پیدا ہے۔ اسکی تعبیر پیراہن شعر (بالوں کے تن) سے کرے۔ اور اپنے آپ سے الگ معلوم کرے۔ لیکن در حقیقت اس مقام میں عدم اس سے الگ نہیں ہوا۔ اس کی انا کی ظل میں داخل ہے۔ غرض عدم اس مقام میں مستور اور مغلوب جزو ہے اور اس حالت سے جو اسکو حاصل تھی۔ نیچے آگیا ہے۔ اور ان عکوس کے تابع بلکہ ان کے ساتھ قائم ہوا ہے۔ جو اس کے ساتھ قیام رکھتی۔ یہ فقیر کئی سال تک اس مقام میں رہا ہے اور اپنے عدم کو پیراہن شعر کی طرح اپنے سے جدا معلوم کیا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی عنایت بیغایت اس کے

شامل حال ہوئی۔ دیکھا کہ وُہ جزو مغلوب اِس غلال یافتہ ترکیب سے جدا ہو گیا ہے۔ اور وُہ تشخیص جو ان عکوس کے حاصل ہونے سے پیدا کی تھی مفقود کر دی ہے۔ اور گویا عدم مطلق کے ساتھ ملحق ہو گیا ہے جس طرح کسی صورت کو سانچے پر درست کریں۔ اور اس کو اس سانچ پر قائم رکھیں۔ جب صورت درست اور ثابت اور راسخ ہو جائے۔ تو اس سانچے کو توڑ ڈالیں۔ اور اس کے قیام کو سانچے سے دور کر کے اپنے آپ کے ساتھ قائم رکھیں۔ صورت مذکورہ بالا میں بھی فقیر نے معلوم کیا۔ کہ ان عکسوں نے جو اس کے ساتھ قیام رکھتے تھے اپنے ساتھ بلکہ اپنے اصول کے ساتھ قیام پیدا کیا ہے۔ اسوقت اَنَا کا لفظ ان عکوس اور ان عکوس کے اصول کے سوا کسی پر اطلاق نہیں کرتا۔ گویا جزو عدم کو اس کے ساتھ کچھ مس نہ تھا۔ اور معلوم کیا۔ کہ حقیقت فنا اِسی صورت کے مقام میں ہے۔ سابقہ فنا گویا اس فنا کی صورت تھی۔ اس مقام سے جب بقا میں لاتے اور عالم کی طرف واپس لاتے۔ تو اس عدم کو جو جزوئیت کی نسبت رکھتا تھا۔ اور اصالت و غلبہ اسی کے لئے تھا۔ واپس لا کر اس کا مجاور اور ساتھی بنا دیا۔ اور حقیقت سے اسکی صورت کو الگ کر کے اس پر لفظ اَنَا کا اطلاق کیا۔ اور حکمتوں اور مصلحتوں کے لئے اسکو پھر پیراہن شعر کی طرح پہنا دیا۔ اِس حالت میں اگرچہ عدم کو واپس لے آئے۔ لیکن ان عکوس کا قیام اس سے وابستہ نہ کیا۔ بلکہ عدم کو ان عکوس کے ساتھ قیام بخشا۔ جیسے کہ بقا کے ساتھ سابقہ میں گذر چکا۔ جب اس بقا میں یہ نسبت ہو۔ تو اس جگہ جو بقا کی حقیقت ہے۔ یہ نسبت کامل طور پر ہو گی۔

حاصل کلام یہ کہ کپڑا پہننے کے بعد پہننے والے کو کپڑے کی تاثیر ہوتی ہے۔ یعنی اگر گرم کپڑا ہو۔ تو پہننے والے کو اُسکی گرمی پہنچتی ہے۔ اگر سرد ہو تو اسکی سردی سے متاثر ہوتا ہے۔ اِسی طرح کپڑے کی مانند اس عدم کی تاثیر اپنے آپ میں پائے اور اس کا اثر تمام بدن میں جاری و ساری دیکھا۔ لیکن جانتا ہے۔ کہ یہ تاثیر و سرائیت بیرونی ہے نہ درونی۔ عارضی ہے نہ ذاتی۔ خارجی ہمنشین کی طرف سے آئی ہے نہ داخل کے ہم جنس کی طرف سے۔ اور شر و نقص بھی جو اس عدم سے پیدا ہوا ہے۔ عرضی اور خارجی ہے نہ ذاتی و اصلی۔ اس مقام والا اگرچہ بشریّت میں تمام لوگوں کے ساتھ مشارکت رکھتا ہے۔ اور صفات و بشریّت کے صادر ہونے میں سب کے ساتھ شریک ہے۔ لیکن اس سے اور اس کے ابنائے جنس سے صفات و بشریّت کا صادر ہونا عارضی ہے۔ جو ہمنشین و مجاور کی طرف سے ہے۔ اور دوسروں سے صفات و بشریت کا صادر ہونا ذاتی ہے۔ شَتَّانَ مَابَیْنَھُمَا ان میں بہت فرق ہے۔ عوام لوگ ظاہری مشارکت کا ملاحظہ کر کے خواص بلکہ اخص خواص کو اپنی طرح تصور کر کے مقام انکار و اعتراض میں آ جاتے ہیں۔ اور محروم رہ جاتے ہیں۔ آیت کریمہ فَقَالُوْا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا ان لوگوں نے کہا۔ کہ کیا انسان ہم کو ہدائت دیگا پس وہ منکر ہو گئے۔ اور آیت کریمہ وَقَالُوْا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ انہوں نے کہا کہ اس رسول کو کیا ہے جو کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کہ اِن صفات کا حامل وہی عدم مجاور ہے۔ جو کلیت یعنی تمام بدن میں اثر و سرائیت کئے ہوئے ہے۔ اور اپنے آپ کو تمام و کمال طور پر ان صفات سے پاک و صاف معلوم کرتا ہے۔ اور ان کا کچھ حصہ بھی اپنے آپ میں محسوس نہیں کرتا۔ اس پر اللہ تعالٰی کی حمد اور اس کا احسان ہے۔ یہ صفات

جو محاورہ کی نسبت ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے سرخ لباس پہنا ہو۔ اور لباس کی سرخی سے سرخ نظر آتا ہے۔ بیوقوف لوگ چونکہ تمیز نہیں کر سکتے۔ لباس سرخی کو اس شخص کی سرخی جان کر اس پر خلاف واقع حکم لگاتے ہیں۔

مثنوی۔ ہر کہ افسانہ بخواند افسانہ است
وانکہ نقدش دید خود مردانہ است
آب نیل است و بقبطی خوں نمود
قوم موسےٰ را نہ خوں بر د آب بود

ترجمہ مثنوی۔ جس نے افسانہ کہا افسانہ ہے جس نے دیکھا نقد وہ مردانہ ہے۔ خون تھا قبطی کے حق میں آب نیل۔ موسیوں کو آب تھا بے قال و قیل۔
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔
(یا اللہ تو ہدایت دے کر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ اور اپنے پاس سے رحمت نازل فرما۔ تو بڑا بخشنے والا ہے) وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت اختیار کی۔

رسالہ انوار الصوفیہ تبلیغی رسالہ ہے۔ اور آپ صاحبان کا بحکم (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔) فرض ہے۔ کہ اسکی ہر طرح سے امداد کریں۔ مضامین نویسی۔ اشاعت، خریدار مہیا کر کے رسالہ کی امداد فرمادیں۔ خداوند تعالےٰ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرما دے۔

(از منیجر رسالہ)

توبہ

کر بُرے کاموں سے توبہ اے غلام۔ توبہ ہے اصلِ اصولِ ہر مقام
توبہ کا معنی کیا ہے اے فنا۔ غیر سے مُنہ پھیرنا بہر خدا
حق نے توبہ کیلئے سب کو کہا۔ یاد اول مردِ تائب کو گیا
ہے یہ فرمان نبی محترم۔ مغفرت پر ہے خداوند کرم
اسکی خاطر جو گناہ دن کو کرے۔ صدق سے جو رات کو توبہ کرے
اور جو راتوں میں کرتا ہے گناہ۔ صبح کو توبہ کرے وہ روسیاہ
دونوں کی ہوتی ہے توبہ مستجاب۔ جب تلک مغرب سے نکلے آفتاب
کھاتی ہے توبہ گناہ کو اس طرح۔ آگ ایندھن کو ہے کھاتی جسطرح
قول حضرت ہے کہ توبہ روز روز۔ کرتا ستر بار ہوں با درد و سوز
ایسا ہے تائب بُرے اعمال سے۔ گویا کہ اُس کے نہ بد اعمال تھے
مرنے سے پہلے تو توبہ گر کرے۔ کرتا ہے مقبول حق اس سے ورے
نورِ توبہ سے چمکتا ہے جو دل۔ حق سے ہوتا ہے گناہوں پر خجل
اس میں ہے نورِ ہُدیٰ جب دیکھتا۔ ہے گناہ کو زہر قاتل جانتا
اس سے جب مسموم خود کو پاتا ہے۔ بے شبہ اس سے وہ گھبرا جاتا ہے
ہوتی ہے اسکو ندامت لاجرم۔ اور ہلاکت سے ہے ڈرتا دمبدم
رات دن زہر گناہ سے ڈرتا ہے۔ اور مقی توبہ سے قے کرتا ہے
اشکِ حسرت اسکی آنکھوں سے گرے۔ جان اسکی نارِ غیرت سے جلے
ترک کر دے شہوت و حرص و ہوا
پردۂ غفلت کو دل سے دے اٹھا

(باقی آئندہ)

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب از کنجاہ)

آداب مرید!

واقفان اسرار ربانی۔ وعالمان علم لدنی کو ہرگز یہ اجازت نہیں ہوتی کہ وہ کارخانہ قدرت کے کسی اسرار کو بدوں حکم رب تعالےٰ ظاہر کریں۔ اور جو کوئی صاحب اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور اسرار ربانی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اس کو قدرت کی طرف سے ضرور اس حکم عدولی کی سزا مل جاتی ہے۔ اور قانون ربی کے انحراف کرنے والا ضرور مستوجب تنبیہ یا سزا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام اگرچہ پیغمبر خدا تھے۔ اور اُن پر بعض اسرار اور دوقعات کا انکشاف خدا کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ مگر بدوں اجازت ربی کسی کو افشائے راز کی طاقت نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کے برادران کا ارادہ بد جو اُن کو حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف تھا۔ اس قدر علم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو اسکے برادران سوئیج باہر جنگل میں لے جاکر کسی غیر آباد جگہ میں ظالموں کے سپرد کر دیں گے۔ یا قتل کر دیں۔ یا کسی غیر آباد چاہ میں پھینک کر واپس آکر یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے کے کھاجانے کا بہانہ بنا کر عرض کریں گے۔ اور آپ بھیڑیئے کے قصہ کو اشارۃً حضرت یعقوب علیہ السلام نے ظاہر کر دیا۔ چنانچہ کیا ہوا۔ چالیس سال تک گریہ و زاری کرنا پڑا۔ اور ہائے یوسف ہائے یوسف پکارتے رہے۔ مگر اس کے بعد اگرچہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی وغیرہ کا پورا علم تھا۔ مگر کسی وقت زبان پر کوئی حرف نہ لائے۔ اور جب کبھی دیگر پسران نے کہا کہ آپ ہر وقت یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ وہ تو برسوں سے فوت شدہ ہے۔ مگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے راز کو ظاہر نہ کیا۔ اور پھر کہدیا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔ اور یوسف زندہ ہے۔ اور مجھے ضرور ملیگا۔ جب یہ آزمائش اور زمانہ ابتلا گذر گیا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بحکم رب تعالےٰ اپنا کرتہ آپ کی آنکھوں پر ڈالنے اور اس کرتہ کی برکت سے بینائی عود کرنا فرمایا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے پیغام بر کرتا لیکر چلا۔ تو اس وقت یعقوب علیہ السلام کو اس امر کے ظاہر کرنے کی اجازت ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے۔ (اس سے پیغمبر کے علم غیب کے عالم ہونا جس قدر خدا کی طرف سے اُن کو حاصل ہوتا ثابت ہوتا ہے) اور جب وہ پیامی کرتا لے کر آیا اور اُس نے کرتہ یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب کی آنکھوں پر لگایا۔ تو آنکھوں میں بینائی آگئی۔ (اس سے ثابت ہے کہ بزرگان دین مشائخ عظام صالحین کے ہر چیز میں برکت اور رحمت ہوتی ہیں۔ بالکل یہی برکت یہی رحمت یہی عظمت خانہ کعبہ کے غلاف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے غلاف اور بزرگان مقبولان بارگاہ ایزدی کے اشیا باعث خیر و برکت اور رحمت ہونا ثابت ہے)

ضرورت بیعت یا اثبات بیعت

اس مضمون میں اگرچہ اثباتِ بیعت کی مفصل بحث کرنے یا دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، تاہم ہم یہ ضروری خیال کرتے ہیں، کہ قرآن پاک سے چند آیات شریف اور اقوال بزرگانِ دین برائے ازدیاد علم ناظرین درج کر دیں۔ اولاً ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اسلامی عقائد اور صوفیائے کرام۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ایمان کے مطابق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب لولاک باعث تخلیق عالم کائنات ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی مقدس، منور اور متبرک ذات کو اللہ تعالےٰ نے سب سے اول اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ بحکم حدیث شریف:- اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ اور آپ کو اپنا محبوب بنا کر شانِ محبوبیت

عطا کر رحمۃ للعالمین کی خلعتِ فاخرہ انعام بے مثال عطا کرکے
اپنی عشق و محبت، عرفان و معرفت سے مالا مال کرکے نورٌ علیٰ
نور فرما دیا۔ اور حضور کے صدقہ میں آفتاب ہی کے طفیل آپ
کے نور منور سے جملہ انبیاء، اولیاء، اصفیا اور مومنین کو اور جملہ
کائنات کو پیدا فرما کر منور کیا۔ بحکم انا من نور اللہ و
المومنون من النوری مولانا جامی فرماتے ہیں۔ ؎
وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا
اور چونکہ مومنین صالحین اولیاء و انبیاء حضور علیہ السلام کے
نور سے ہی منور شدہ نور حاصل کردہ ہیں۔ اس لئے کل قیامت
کے دن بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس
اور منور ذات ہی تمام انبیاء، اصفیاء، اولیاء، مومنین کے
ایمان کے شاہد ہوں گے۔ اگر آج کسی مومن کو سرکار
دو عالم کے نور مکرم و معظم سے نسبت حاصل ہے۔ تو کل
ان میں شہادت سے تصدیق ایمان ہو کر نجات ہو جائیگی۔
اور چونکہ عشق و محبت الٰہی بدرجہ اتم و کمال اللہ تعالےٰ
نے آپ کو عطا کر کے شان محبوبیت سے سرفراز کیا۔ تو
عشق و محبت الٰہی کے عطا کنندہ سے آپ ہی کو معزز فرمایا۔
چنانچہ حضرت مولانا فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
شعر:۔ نخستیں بادہ کاندر جام کردند ٭ ز چشم مست ساقی وام کردند
ترجمہ:۔ روز الست جب دلوں میں محبت الٰہی ڈالی گئی۔ تو وہ
محبت اور عشق الٰہی حضور علیہ السلام کی مست اور مخمور
آنکھوں سے قرض لیکر دلوں میں ڈالی گئی۔ فی الواقعہ اسی
رحمۃ للعالمین کے بارگاہ عالی سے نور عشق و محبت الٰہی،
عرفانِ معرفت الٰہی کا انعام مل سکتا ہے۔ مگر اس کو جو بے
چون و چرا اس اسوہ حسنہ پر کاربند ہو کر حضور علیہ
السلام کا صحیح متبع ہو جائے۔ اور اتباع کامل سرکار دو عالم
صلے اللہ علیہ وسلم سے عارف تامہ ہو کر فنا فی الرسول
اور فنا فی اللہ کے مدارج تک فائز ہو جائے۔ تا وقتیکہ اسکی
رفتار، گفتار، کردار ہمہ تحت حکم ربی تابزیر خواہشات خود
بحکم آیت پاک قرآن پاک۔ اما ینطق عن الھوی ہو جائے۔
اور شعر:۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
یہ پاک در مقدس بزرگان مقبولان بارگاہ ایزدی خدا ہی کے
ارشادات کے ماتحت جملہ کام کرتے ہیں۔

آیات قرآن پاک نسبت اثبات بیعت و مریدت بیعت

(۱) یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ
وجاھدوا فی سبیل اللہ لعلکم تفلحون۔ ترجمہ:۔ اے
ایمان والو۔ اے مومنو۔ خدا سے ڈرو اور اسکی طرف
وسیلہ تلاش کرو۔ یعنی اسکی ذات کی معرفت حاصل کرنے
کے لئے وسیلہ (یعنی کسی پیر کامل کی تلاش کرو۔ اور اسکی
مریدی اختیار کرو۔ اور برائے حصول معرفت اس کے راستہ
میں نفس سے جہاد کرو تا تم کو فلاح و نجات حاصل ہو۔

(۲) وما ارسلنک من رسولاً الا لیطاع باذن اللہ۔
و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ
واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ ترجمہ
ہم نے اپنے حکم سے کل رسولوں کو دنیا میں مطاع بنا کر بھیجا
اور مبعوث فرمایا۔ کسی طاقت کسی قوت کا ان کو ماتحت
اور مطیع بنا کر دنیا میں مبعوث نہیں کیا۔ بلکہ وہ مطاع عالم
ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ ہماری طرف سے مطاع عالم بنائے
گئے ہیں۔ اس لئے ہماری بارگاہ میں ان ہی کے وسیلہ
اور وساطت سے باریابی اور معافی ہو سکتی ہے۔ اس
لئے اے لوگو اگر تم نے گنہگاری سے اپنی جانوں پر ظلم کیا
ہے۔ تو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہو کر باخلاص و عقیدت نیک دلی سے سچی توبہ اور
استغفار کرو۔ اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپ

سچی اور پُراخلاص توبہ کو قبول کر کے ہماری بارگاہ میں تمہاری استغفار کی سفارش کریں۔ تو اے لوگو تم ان سفارش مغفرت کے بعد ہم کو تواب اور رحیم پاؤ گے۔ گویا اللہ تعالےٰ سے معافی اور اسکی رحمت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر توبہ استغفار کی جائے۔ مگر جب ان ایام میں سرکار دو عالم بظاہر ہم میں سے تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے جانشین ان کے خلیفہ ہائے ہم میں موجود ہیں۔ جو حضور علیہ السلام کے سچے جانشین اور متبع ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی دست حق پرست پر توبہ کرنا اُن کی بیعت کرنا تصدیق ایمان کا گواہ بنانا لازمی اور ضروری ہے۔ ان علمائے ربانی اور خلفائے سرکار دو عالم علیہ السلام کے متعلق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کان خلیفہ زادگان مقبلش ؎ زادہ اند از عنصر جان و دلش
گر ز بغداد و ہری و از رے اند ؎ بے مزاج آب و گل نسل وے اند
شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل است ؎ خم مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل است

ترجمہ:۔ مقبول خلیفہ زادگان سرکار دو عالم علیہ السلام کی جان و دل کے عنصر سے مخلوق ہیں۔ خواہ وہ بغداد یا ہرات یا رَے میں پیدا ہوں۔ آب و گل (مٹی اور پانی) کی مزاج کے بغیر وہ حضور علیہ السلام ہی کی روحانی اور نورانی نسل سے ہیں۔ شاخ گل جہاں کہیں بھی ہو۔ شاخ گل ہے۔ اور شراب کا مٹکا جہاں کہیں بھی ہے۔ شراب ہی ہے۔ یہ ابیات مولانا رحمۃ اللہ علیہ فی الحقیقت حدیث شریف۔ انا من نور اللہ والمومنون من النوری کی ہی تشریح ہے۔

۳۔ یا ایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین
ترجمہ:۔ اے ایمان والو خدا تعالےٰ سے ڈرو اور صادقین

(انبیاء، صدیقین، شہداء۔ اور صالحین) کی معیت (دوام) اختیار کرو۔

۴۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً۔ ترجمہ:۔ جو خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت کرے۔ اس کو چاہیئے کہ ان بزرگان کی معیت اختیار کرے۔ جن پر خدا تعالےٰ کے انعامات ہوئے ہیں۔ یعنی نبی۔ صدیق، شہدا اور صالحین اولیاء اللہ پیران طریقت اور ان ہی کی رفاقت اچھی اور بہتر ہے۔ (س النسا)

۵۔ قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبین۔ اللہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نور (حضرت محمد مصطفےٰ علیہ السلام) اور قرآن پاک نازل کیا گیا۔ ہدایت حاصل کرنے کے لئے اسی نور نبوت سے تعلق اور نسبت قائم کرنا لازمی ہے۔ (۶) ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ وان کانوا من قبل لفی ضلالٍ مبین (س جمعہ)

(۷) یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ۔ وآمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نوراً تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفورٌ رحیم (س حدید)

(ترجمہ) اے ایمان والو۔ اے مومنو خدا سے ڈرو۔ اور رسول علیہ السلام پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے تم کو دوگنا حصہ ملے گا۔ اور تمہارے لئے (تمہارے دلوں میں) نور پیدا کیا جاویگا۔ بنایا جاویگا جس کی روشنی اور ہدایت تم (دونوں جہانوں میں) ہوگے۔ اور اللہ تعالےٰ کی تم کو بخش دیگا۔ وہ غفور اور رحیم ہے۔

(۸) الاخلاء یومئذٍ بعضھم لبعضٍ عدوٌ الا المتقین۔

اس آیت شریف سے بھی تلقین (پیران طریقت اولیاء اللہ) سے تعلق۔ نسبت اور بیعت حاصل کرنی ضروری ہے۔ تاکہ بحکم المرءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ کل قیامت کے دن اُنکے ساتھ محشور ہوں۔

(۹) اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (واقعہ)

(ترجمہ) تحقیق وہ لوگ جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ سوائے اُس کے نہیں مسلمہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر۔ پس جس نے اس عہد بیعت کو توڑا اُس سے اور جس نے اس عہد بیعت کو پورا کیا۔ اسکو اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم حاصل ہوگا۔ اور بہت سی آیات ضرورت بیعت کی تاکید میں پیش کی جاسکتی ہیں مگر انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ سعیدان ازلی کے لئے ایک اشارہ ہی کافی ہے۔

آیات نسبت بیعت مستورات

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (سورہ صف) (ترجمہ) اے نبی جبوقت مسلمان عورتیں آپ کی خدمت میں بیعت کرنے (توبہ کرنے اور تصدیق ایمان) کے لئے حاضر ہوں تو آپ اُن سے مندرجہ ذیل امور میں) بیعت لیں۔ کہ وہ خدا کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ بنائیں۔ نہ چوری کریں نہ زنا کریں نہ اپنی اولاد کو قتل کریں۔ نہ ہی کسی پر بہتان باندھیں نہ ہی اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان کسی پر افترا کریں۔ اور کسی حکم شریعت (اسلامی) میں آپ کے ارشاد کی نافرمانی نہ کریں۔ اگر وہ یہ امور تسلیم کرکے وعدہ کریں پس آپ ان کی بیعت قبول کریں۔ اور ان کے لئے مغفرت اور بخشش مانگیں اللہ تعالیٰ سے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ارشادات بزرگان دین مشائخ عظام وصوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ

(۱) حضرت پیران پیر سیدنا محبوب سبحانی سید غوث الاعظم جیلانی قدس سرہٗ العزیز سرکار بغداد فرماتے ہیں۔
کسے را پیر شش نباشد پیر شش شیطان است۔

(۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔
اولدنی ابوبکر مرتین (یعنی ابوبکر صدیق سے میں دو مرتبہ پیدا ہوا ہے۔ ایک ظاہری ولادت کہ والدہ کے والد محترم قاسم بن محمد بن ابی بکر ہے۔
دوسری ولادت باطنی یعنی بیعت۔ یعنی علم باطن بھی ان ہی سے میں نے حاصل کیا۔

(۳) حضرت خواجہ خواجگان مشکل کشائے بلاگردان شہنشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔
فرمایا دوستان خدا کی صحبت میں ہم سبق ہو اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہو۔ اور شرائط صحبت بجالاؤ تو مقصود جلد حاصل ہوجاتا ہے۔ کامل مکمل کی ایک التفات سے اس قدر بفضلہ باطن ہوتا ہے۔ کہ ریاضیات کثیرہ سے نہیں ہو سکتا۔ حضرت مجدد الف ثانی کابلی سرہندی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر بعنایت خداوندی جل سلطانہ طالبے را باین طور کامل مکمل (پیر مقتدا) افتد

کہ کلام او دوا است و نظر او شفا۔ احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است۔ و تازگی جان ہائے مردہ بالتفات لطیف او مربوط) دلالت فرمودند بباید کہ وجود شریف او را مغتنم داند۔ و خود را تمام باو سپارد۔ و سعادت خود در مرضیات او داند و شقاوت خود در مرضیات او شناسد۔ جمیع سلاسل نقشبندیہ۔ قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ کے پیران عظام اپنے پیران سے بیعت کرتے آرہے ہیں۔ ہر زمانہ میں مقبولان بارگاہ ربانی مرکز جاذبیت اور معدن انوار و عرفان رہے ہیں۔

مولینا غنیمت کنجاہی فرماتے ہیں۔

کہ اے بے پیر تا پیرت نباشد ✤ ہوائے معصیت دل میخراشد

میاں وارث شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

بناں مرشد دل راہ نہ ہتھ آوے بنا دودھ نہ رجھدی کھیر سائیں۔

۱۔ پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ✤ ہست پُر از آفت و خوف و خطر

۲۔ ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر ✤ دامن آں نفس کش را سخت گیر

۳۔ دامن او گیر زود تو بے گماں ✤ تا رہی از دامن آخر زماں

۴۔ سایۂ شاہان طلب ہر دم شتاب ✤ تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب

۵۔ ہر کہ تنہا بادیہ ایں رہ برید ✤ ہم بعون ہمت پیراں رسید

۶۔ آں رہے کہ بارہا تو رفتہ ✤ بے قلاوزی اندراں آشفتہ

۷۔ دست را مسپار جز در دست پیر ✤ حق شدست آں دست او را دستگیر

۸۔ دست تو از اہل آں بیعت شود ✤ کہ ید اللہ فوق ایدیہم شود

۹۔ چوں گزیدی پیر نازک دل مباش ✤ سست و ریزندہ چو آب و گل مباش

۱۰۔ چوں گزیدی پیر ہن تسلیم شو ✤ ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

۱۱۔ صبر کن بر کار خضرے بے نفاق ✤ تا نگوید خضر رو ھٰذا فراق

۱۲۔ پس بہر دورے ولئ قائم است ✤ تا قیامت آزمائش دائم است

صاحب لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ جن کو شرف بیعت کا حق مشکل کشا بلاگردان حضرت ہاشم بخاری سے حاصل ہے۔ فرماتے ہیں۔

۱۔ قطع ایں مرحلہ جز ہمرہی خضر مکن ظلمات است بترس از خطر گمرہی

۲۔ پا بنہ بر خود کہ مقصد گم کنی۔ پا منہ پا اندریں راہ بے دلیل

۳۔ ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما۔ مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

۴۔ ای دلیل دل گم گشتہ خدا را مددے۔ کہ غریب از بنر درہ بدلالت برود

۵۔ گذار بر ظلمات است خضر راہے کو۔ مباد آتش محرومی آب ما ببرد

۶۔ بصفائی دل رنداں صوفی زدگانا۔ پس در بستہ بمفتاح دعا بکشایند

۷۔ کیمیا ایست عجب بندگی پیر مغاں۔ خاک او گشتم چندیں درجاتم دادند

۸۔ بکوی عشق منہ بے دلیل راہ قدم۔ کہ گم شد ہر کہ دریں راہ برہبری نرسید

۹۔ خدا را مددے ای دلیل راہ حرم۔ کہ نیست بادیۂ عشق را کرانہ پدید

۱۰۔ کلید گنج سعادت قبول دل است مباد کس کہ دریں نکتہ شک و ریب کند

۱۱۔ شبان وادئ ایمن گہے رسد بمراد۔ کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند

حضرت عمر خیام فرماتے ہیں۔

در کوئی نیاز ہر دلے را در یاب۔ در کوئی حضور صبح را دریاب

صد کعبہ آب و گل بیک دل نرسد۔ کعبہ چہ روی برو دلے را دریاب

خواجہ عبد الصمد مثنوی تحفۃ العاشقین میں فرماتے ہیں۔

وابتغوا ہے حکم رب اے بے خبر۔ کیوں ہے غافل اس سے تو عالی گہر
جس قدر گذرے ہیں مردانِ خدا۔ بغیر وسیلہ کے نہ کوئی تھا
اب وسیلہ کی حقیقت سن جوان۔ تاکہ اس کا بھید ہو تجھ پر عیاں
یعنی رکھ تو واسطہ اس سے لپر۔ عشق حق میں جو جلا ہو سر بسر
پیشتر ہو صاف دل اے مرد دیں۔ مثل پنبہ ہے سبک ہو یا یقیں
بعد اس کے پیر کی کر جستجو۔ مثل شیشہ دل ہو چکا ہو کہو
جب ہے تجھ کو کوئی ایسا بشر۔ پنبہ دل کو تو کر اسکی نذر
جب پڑے دل پر تیری اسکی نظر۔ تو جلے پھر مثل پنبہ سر بسر
پیر کی نسبت سے جب ہو یہ اثر۔ رابطہ رکھ پیر سے ای ذی سیر
رابطہ کیا ہے دوا ہے اے لپر۔ دے شفا دل کی مرض کو یہ مگر۔
مانع وسواس ہے یہ رابطہ۔ ما سوائی حق کے نہ اے وابستہ

جس کو ظاہر ہو مگر باطن نہ ہو - رہزن باطن ہے وہ اے نیک خو
علم باطن خاص ہے علمِ خدا - غیر کی شرکت نہیں اسمیں ذرا
ہیں ہمہ علمے زتعلیم حق است - نے زجہد وجہد سازی تی لست
علاوہ بریں اور بھی اقوال بزرگان دین وصوفیائے کرام اور خواجگان نقشبندیہ - چشتیہ - قادریہ - سہروردیہ کے بے شمار کتب میں موجود ہیں - جن سے پایا جاتا ہے - کہ عرفان الٰہی حاصل کرنے اور عشق خداوندی کے حصول کے لئے بیعت با مرشد کامل و اکمل ضروری ہے -

مرید و آداب مرید

آداب مرید بیان کرنے - سے پہلے یہ بیان کرنا نہایت ضروری ہے - کہ مرید کس کو کہتے ہیں -
مرید - مرید کے لغوی معنے ارادہ رکھنے والا ہے - مگر صوفیائے کرام کی اصطلاح مرید اسکو کہتے ہیں - جو حسن عقیدت اور دلی ارادت سے پیر کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی سابقہ گناہوں سے تائب ہو کر اپنے آپ کو پیر کامل کے ہاتھ پر فروخت کر دیتا ہے - اور اپنے آپ کو اسی پیر طریقت مرشد عالی مقام کے اس طرح حوالے کر دیتے - کہ اسکی اپنی کوئی خواہش کوئی ارادہ کوئی رائے باقی نہ رہے - اور اپنی تمام خواہشات کو اور ارادوں کو پیر طریقت شاید تو بہ و ایمان کے ارادوں اور خواہشات کے تابع اور ماتحت کرے - اور وہ اپنے دل میں سوائے محبت پیر - محبت رسول علیہ السلام - اور عشق خداوند کریم اور کچھ نہ رکھے
(آتش عشق الٰہی او محبت و عشق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و محبت پیر طریقت) اس کے دل سے تمام خواہشات نفسانی و ہوا و ہوس دنیاوی و وساوس شیطانی کو جلا رہی ہو پیر طریقت کے سینے سے تلقین کے وقت اسکو ایسی

آتش عشق نصیب ہوتی ہے - جو تمام ماسوائے اللہ کو جلا دیتی ہے - خاقانی رح فرماتے ہیں - شعر

چناں در بوتۂ تلقین مرا بگداخت کاندر من
نہ شیطاں ماند و وسواسش نہ آدم ماند و عصیانش

گویا مرید ہوتے ہی بشرطیکہ حسن عقیدت اور صحیح ارادت سے کسی تو بہ کی ہو - اور ایسے پیر طریقت کے ہاتھ پر جس کا ہاتھ رسول علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو - اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح متبع ہو کر فاتبعونی صفت سے مزین ہو کر آتش عشق الٰہی میں جبکہ معرفت نامہ حاصل کر چکا ہو - تو اس مرید کو پیر طریقت اپنے سینہ سے عشق الٰہی کی آگ سے اُس کے دل خیالات گناہ انسانی و وساوس شیطانی کو بوتہ تلقین یعنی کھائی تلقین (توجہ باطنی) میں اس طرح گلا دیتے ہیں - کہ مرید گناہوں سے اور وساوس شیطانی کو بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے - بحکم آیت قرآن پاک -

اِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِم حَسَنَاتٍ - سبحان اللہ گناہوں کے بدلے سچی توبہ کرنے والوں کو اسی قدر نیکیاں عطا ہو جاتی ہیں - یہ خدائے غفور الرحیم کی نوازشات اور کرم فرمائیاں ہیں - مرید رہرو معرفت مولا ہوتا ہے - اور شناور بحر عرفان الٰہی کہلاتا ہے - خواجہ خواجگان حضرت شہنشاہ مشکل کشائے بلا گردان خواجہ بہاؤ الحق والدین نور اور صریحہ فرماتے ہیں - ارادت و تسلیم و بے اختیاری بزرگ کارے است - در ارادت سخناں گفتہ اند - مختار ما ایں است -

اَلْاِرَادَۃُ تَرْکُ الْاِرَادَۃِ فِی الْاِرَادَۃِ - مرید باید کہ خواست خود در خواست مقتدر بکلی گذارد - شعر

ما اختیار خویش از ہم دست دادہ ایم۔ کاں اختیار شا جملہ اختیار ماست

ترجمہ:- ارادت و تسلیم و بے اختیاری بڑا عظیم کام ہے۔ مریدی کے باب میں بزرگوں نے بہت ارشادات فرمائے ہیں۔ اس باب میں ہمارا اصول و دستور یہ ہے۔ ارادت یعنی مریدی اپنے ارادوں کو پیر کے ارادوں کے ماتحت کرنے اور ماتحت چھوڑنے کا نام ہے۔ مرید وہ ہے۔ جو اپنی خواہش کو پیر کی خواہش کے ماتحت بکلی چھوڑ دے۔ ہم نے اپنے اختیار کو بالکل چھوڑ دیا ہوا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد کا اختیار ہی ہمارا اپنا اختیار ہے۔ یعنی پیر و مرشد کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہی ہمارا کام اور اختیار ہے۔ خواجہ مدد رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شعر:-

ہم جانتے نہیں ہیں کہ ہے دیر کیا کعبہ۔ جدھر ہے وہ ابرو ادھر نماز کرنا

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عبید احرار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ مرید وہ ہے کہ بتاثیر ارادت اسکی تمام خواہشات سوخت (جل) ہو گئی ہوں۔ اور کوئی مراد اسکی نہ رہی ہو۔ اور روئے توجہ تمام جانب سے پھیر کر صرف پیر کی طرف رکھے۔ اور فرماتے ہیں۔ المرید لا یرید:- یعنی مرید وہ ہے جس کا کوئی اپنا ارادہ نہ ہو۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ مرید کی مثال اس طرح کی ہے۔ جس طرح میت بدست غسال ہوتی ہے۔ نہ میت کا کوئی ارادہ ہوتا ہے۔ نہ مرید کا کوئی ارادہ ہونا چاہیئے۔ جب تک مرید بکلی اپنے آپ کو پیر کے ماتحت نہ کر دے۔ وہ صحیح معنوں میں مرید کہلا نہیں سکتا۔

مرید کی صحیح مثال۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی ہے۔ جنہوں نے حضور کی غلامی اختیار کرنے کے بعد اپنے تمام ارادے اپنی تمام خواہشات حضور علیہ السلام کے ارادوں کے ماتحت کر دیں۔

پیر دراصل راہ عرفانِ الٰہی کا رہبر ہوتا ہے۔ اس لئے اسکی اتباع اور تقلید اور پیروی ضروری ہے۔ تاکہ راستہ سے نہ بھٹک جاویں۔

دراصل چونکہ نور باطن پیر طریقت مظہر انوار و جمال و کمالات سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اور نور حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ السلام بحکم نور من نور اللہ۔ نور ذات سرمدی سے ہے۔ اور مرید عاشق نور خداوندی ہوتا ہے۔ وہ اسی نور حق کا ظہور نور باطن پیر کامل سے جو اسکو نور محمدی علیہ السلام سے جس کو پروردگار نے بحکم آیت شریعت۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ نور مجسم بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ حاصل ہے۔ دیکھتا ہے۔ تو وہ مثل پروانہ اس نور پر سو جان سے قربان ہو جاتا ہے۔ زہے نصیب ان سعید روحوں اور پاک لوگوں کے۔ جن کو نور باطن پیر طریقت سے نور محمدی صلعم کی جھلک نصیب ہو گئی۔ ایسے خوش نصیب مقبولان کو سب کچھ مل گیا۔ انعامات دارین ان کی نظروں میں اس نور ابدی کے مقابلہ میں ہیچ اور بے معنی اور کوئی وقعت نہیں رکھتے خواجہ حافظ شیرازی رح فرماتے ہیں۔

بنز د خوشہ چین خرمن عشق
ہمہ عالم تجھے ارزد بکاہے۔

غلام ہمت رندان بے سر و پایم
کہ ہر دو کون نیرزد بہ پیش شاں یک آہ

ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔

خلعت عشق خود ہر کسے را ندہند ہر کہ عشق را شاید خدا را شاید، ہر کہ عشق را نشاید خدا را نشاید۔ محرمان عشق دانند کہ عشق چہ حالت است ،نامحرماں راز عشق چہ خبر

ترجمہ:۔ اپنے عشق کی خلعت ہر کسی کو عطا نہیں کرتے۔ جو کوئی عشق کو پسند ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کو بھی پسند ہے۔ جس کسی کی عشق کو ضرورت نہیں۔ اسکی خدا کو بھی ضرورت نہیں ہے۔ واقفان عشق ہی جانتے ہیں۔ کہ عشق کیسی حالت ہوتی ہے۔ ناواقفوں کو عشق کی کیا خبر۔

مرید عاشق صادق ہوتا ہے۔ اور عاشق ہر وقت معشوق پر قربان ہونے کو تیار رہتا ہے۔ کیونکہ معشوق کی ہر ادا پر قربان ہونا۔ مر مٹنا ہی۔ اس کا عین مقصود ہوتا ہے۔ قربان ہوتا ہے۔ جان دیتا ہے۔ اور فریاد یا شکایت نہیں کرتا۔ شعر

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

محبت و عشق الٰہی کی ایسی آگ ہے۔ جو تمام وساوس و خیالات ماسوی اللہ کو جلا دیتا ہے۔ العشق نار یحرق ماسوی اللہ۔ عشق ہی تمام دردوں دکھوں اور بیماریوں کا علاج ہے۔ مولانا روم

فرماتے ہیں۔

شاد باش اے عشق سودائے ما
اے دوائے جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد چالاک شد
عشق جان طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰ صاعقا
عاشقی پیدا است از زاریٔ دل
نیست بیماری چو بیماریٔ دل
آتشے از عشق در جان بر فروز
سر بسر فکر و عبادت را بسوز
عاشقاں را ہر نفس سوز یدلست
بر دہ ویراں خراج عشر نیست
عاشقم بر لطف قہرش بجِد
ایں عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

ضروری اعلان

جن ناظرین رسالہ کے ذمہ گذشتہ سال کا چندہ بقایا ہے۔ وہ مہربانی فرماکر جلد از جلد جناب مینجر صاحب کے بذریعہ منی آرڈر ارسال کرکے مشکور فرماویں۔ عین نوازش ہوگی۔

(ادارہ)

حقوق و فرائض

انسان پیدا مدنی الطبع ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے اس کی طبیعت اور سرشت میں ایسے رجحان اور خواص جمع کر دیئے ہیں۔ کہ وہ ہرگز تنہائی پسند نہیں ہے۔ تنہا رہنا۔ اور اکیلا آنا، صرف ذات باری تعالےٰ کے لائق اور اسی کو سزاوار ہے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام کی پیدائش پر غور کیا جائے۔ تو ہر ذی شعور کو تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ مرد کا بغیر عورت کے رہنا۔ اگر محال نہیں، تو مشکل ضرور ہے۔ اور اسکی طینت اور سرشت کے خلاف ہے۔ چنانچہ جب آدم علیہ السلام پیدا کئے۔ اور ان کو جنت کے باغوں میں رکھا گیا۔ (چونکہ انسانی طبیعت میں مولیٰ تعالےٰ نے تنہائی سے گھبرانے کی ایک صفت ہی پیدا فرمائی ہوئی تھی)۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے رنجِ تنہائی کو محسوس کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کی دل کے لئے اور ان کی تنہائی کو دور کرنے کے لئے ایک وقت جبکہ حضرت آدم علیہ السلام آرام کر رہے تھے۔ ان کی جانب چپ ان میں حضرت حوّا کو پیدا کر کے دکھا دیا۔ جانب چپ سے پیدا کرنا اور جانب دینا بھی عجیب کیفیات کو ظاہر کرتا ہے۔ انسان جسم الصحت کا دل جانب چپ ہوتا ہے۔ اور دل میں جو تنہائی محسوس کرتا تھا۔ اس لئے اس دل کو تسلی عطا کرنے کے لئے جانب چپ جس طرف دل تھا۔ اسی طرف حضرت حوّا کو دل کو تسکین اور طمانیت عطا کرنے کے لئے دیا۔ گویا پیدائشاً عورت کے ساتھ انسانی دل میں محبت موجود ہے۔ اور ایسا ہی قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ہم نے تمہارے دلوں میں عورت کی محبت رکھی ہوئی ہے۔ اب عورت کو اللہ تعالےٰ نے ناقص العقل فرمایا ہے۔ اور عورت میں ضد بھی ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بائیں پسلی سے پیدا کی گئی۔ اس لئے اس کو ٹیڑھی پسلی سے تشبیہ بھی دیا کرتے ہیں۔ کہ جب اس کو زور سے دبایا جائے۔ تو اس کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس ناقص العقل سے نہایت ہی نرمی سے کام لینا چاہیئے۔ ناقص العقل اور ضدی ہونے کی اسکی مثال قرآن پاک میں قصہ شیطان اور حضرت حوّا کا موجود ہے۔ باوجودیکہ اللہ تعالےٰ نے شجر ممنوعہ کے پاس جانے سے روکا ہوا تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام ہر چند منع فرماتے رہے۔ مگر عورت کی ضد اور عورت کی طرف مرد کا رجحان اور میلان اور محبت حضرت آدم کو آخر حوا علیہ السلام نے مجبور کر کے شجر ممنوعہ کھلا ہی دیا۔ بس اس حکم کی نافرمانی سے کیا سزا ملی کہ بہت برس سے نکال کر زمین پر گرا دیئے گئے۔ کہ قُلنا اھبطوا بعضُکم لبعضٍ عدوٌّ ولکُم فی الارضِ مستقرٌّ ومتاعٌ الیٰ حین۔

یہ تو اول عورت کے ضدی اور ناقص العقل ہونے کا ثبوت کہ بہشت بریں سے نکال مارا۔ شعر۔ حافظ صاحب

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود
آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

مولیٰ کریم ہر ذی روح کا جوڑا مذکر و مؤنث پیدا کیا ہے۔ اس لئے نہ فطرتاً مرد عورت، میاں بیوی۔ ہی مل کر آرام چین سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں نکاح کرنے کا حکم اسی عورت سے ہے۔ جو تم کو پسند ہو۔ جس سے تم نکاح کرنا چاہو۔ کرو۔ مگر اس کا حق مہر بھی ادا

کرو۔ اور اس کے حقوق کو ادا کرو۔

(۲) نکاح کرنے سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ تم عورت کو نکاح کر کے لاؤ اور اسے اندر بند کردو۔ اور اسکی ضروریات کو پورا نہ کرو۔ ضروریات زندگی ہر فرد بشر کی اسکی اپنی استطاعت کے مطابق ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہی انسانوں میں سامان معیشت تقسیم فرمایا۔ فرماتا ہے۔ آیت نحن قسمنا بینھم معیشتھم۔ ہم نے انسانوں کے درمیان سامان معاش تقسیم کیا ہے۔ کسی کو کسی کے ماتحت بنا دیا ہے۔ کوئی نکڑنان شبینہ کا محتاج کوئی تاجدار۔ کوئی باجگزار۔ کوئی محلوں میں عیش و آرام کرنے والا۔ کوئی آسمان کے سایہ کے تلے زندگی کاٹنے والا۔ بہرحال ہر انسان کی ضروریات اسکی اپنے معاش اور حیثیت زندگی کے مطابق ہوتی ہیں۔ اس لئے ہر عورت کو اپنے خاوند کی تابعدار وفادار اور نیکوکار ہو۔ خاوند پر وہ حکم جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اس کی بجاآوری اس کے لئے فرض اولین ہے۔ عورت متحمل مزاج اور شگفتہ خاطر ہونی چاہیئے۔ اس کو اپنے خاوند سے خندہ روی اور محبت سے پیش آنا چاہیئے۔ اور یہاں تک خاوند کو راضی اور خوش رکھنے کا حکم ہے۔ کہ اگر خاوند کے جسم سے خون و پیپ جاری ہو۔ تو وہ اس کو اگر منہ و زبان سے صاف کرے۔ تو بھی خاوند کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا۔ تو میں عورت کو حکم دیتا۔ کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ الرجال قوامون علی النساء۔ قرآن پاک کا حکم ہے۔ کہ مرد عورت پر حاکم ہے۔ مگر حاکم ہو کر خاوند کے ذمہ جو فرائض ہیں۔ ان کا پورا کرنا بھی مرد کا فرض ہے۔ عورت گھر میں رہے۔ گھر کا سامان خانہ داری کے انتظام اس کے سپرد۔ خاوند کا فرض ہے۔ کہ تمام ضروریات خانہ داری اپنی عورت کے لئے مہیا کرے۔ خورد و نوش پارچات۔ مکان رہائش وغیرہ ہر طرح سے اس کے لئے مہیا کرے۔

اگر عورت اپنے خاوند کا کہنا نہ مانے یا اسکی تابعداری نہ کرے۔ تو اس کے لئے قرآن پاک کا حکم یہ ہے۔ کہ اول خاوند اس سے تنہائی اختیار کرے۔ اور پھر گفتگو بند کردے۔ اگر اس پر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے۔ تو اس کو اس طرح زدو کوب کیا جائے۔ کہ اس کا کوئی عضو نہ ٹوٹے۔ مولینا سعدی علیہ الرحمتہ نیک نہاد۔ مطیع اور فرمانبردار عورتوں کی نسبت فرماتے ہیں۔ شعر

زن خوش سیر خوب رو و پارسا
کند مرد درویش را بادشاہ

شعر:۔ شرو درشت کلام کی نسبت فرماتا ہے۔

زنے ترش رو
ہم دریں عالم است دوزخ او۔

یعنی نیک دل پاک باطن عورت درویش کو بنا دیتی ہے۔ اور بد زبان ترش رو عورت نیک آدمی کے گھر کو دوزخ بنا دیتی ہے۔ حدیث شریف۔ فرمایا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ نکاح جس عورت سے کرو۔ اس میں کیا صفات ہونی چاہئیں

۱۔ فرمایا بانجھ عورت سے نکاح نہ کرو۔ پیار کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو۔

۲۔ فرمایا۔ دنیا فائدہ حاصل کرنے کی چیز ہے۔ اور اس کا بہترین فائدہ نیک عورت ہے۔

(۳) فرمایا سب سے بہترین خزانہ نیک عورت ہے۔ کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھتا ہے۔ تو وہ خوش کر دیتی ہے۔ اور ہر کام میں جو وہ کہے اسکی تابعداری کرتی ہے۔ اور جب وہ باہر جاتا ہے تو اُس کے گھر کی حفاظت کرتی ہے۔

نیک بخت عورت خاوند کی راحت اور آسائش اور اس کے گھر کی آبادی کا موجب ہوتی ہے۔ اگر عورت پسندیدہ خیال کی نہ ہو۔ تو مرد کے لئے بڑی بھاری مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ ہم نے اوپر لکھ دیا ہے۔ شیخ سعدی رح فرماتے ہیں۔ شعر:-

زن بد در سرائے مرد نکو ؛ ہم دریں عالم است دوزخ او

نیک آدمی کے گھر میں بری عورت اس کے لئے اسی جہان میں دوزخ ہے۔ حدیث شریف:- فرمایا۔ ان چار خوبیوں کے لئے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ ۱۔ اس کا مال۔ ۲۔ گھرانہ یا شرافت ۳۔ اس کا حسن۔ ۴۔ اور اس کا دین۔ پس تو دین والی عورت کو حاصل کر۔ ورنہ تمہارے ہاتھوں پر خاک۔

(۱) اس لئے ہم مذہب اور پابند مذہب سے نکاح کرنا چاہیئے ورنہ لڑائی جھگڑا اور بدمزگی رہے گی۔ اور اولاد خواہ مخواہ خراب اور لامذہب ہو جائیگی۔ فرمایا کنواری عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے۔ (۲) کسی دوسرے کے پیغام نکاح پر تم نکاح کا پیغام نہ بھیجو۔ (۴) قرآن پاک میں حکم ہے۔ کہ کسی مشرک اور کسی بدمذہب عورت کافرہ وغیرہ سے نکاح نہ کرو۔ اس سے غریب اور مسلمان لونڈی سے نکاح کرنا بہتر ہے۔

خاوند کی تابعداری اور اطاعت کی نسبت حدیث شریف میں حکم ہے۔ اگر کوئی خاوند اپنی عورت کو اپنے پاس رات کو بلائے اور وہ انکار کر دے۔ اور خاوند سے جُدا رہے۔ اسکی تمام نیکیاں ضبط اور زائل ہو جاتی ہیں۔

اور اس طرح جُدا ہو جاتی ہیں جس طرح سانپ اپنی کینچلی اتار دینے کے بعد اس سے جُدا ہو جاتا ہے۔ اور جنگل کی ریت کے برابر اس پر گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ عورت قبل از خوشنود ہونے خاوند کے مر جائے تو وہ دوزخی ہوتی ہے۔ اور ستر دروازے دوزخ کے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جو عورت مرے اور اس کا خاوند اس سے راضی ہو۔ وہ معًا بہشت بریں میں جاتی ہے۔ اس کی قبر میں ستر دروازے بہشت کے کھول دیئے جاتے ہیں۔ امام ابو سمرقندی فرماتے ہیں۔ جو عورت اپنے خاوند سے ترش روئی سے پیش آوے۔ اس کے نامہ اعمال میں بقدر آسمان کے تارے میں گناہ درج کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی اور سجدہ کا حکم ہوتا۔ تو ہر آئینہ عورت کو حکم کو دیا جاتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

حدیث شریف:- تین شخص ہیں۔ جن کی نماز کانوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ اول بھاگا ہوا غلام۔ دوسری وہ عورت جس نے ایسی رات گذاری ہو۔ کہ اسکا خاوند اُس سے ناراض ہو۔ تیسرا وہ امام جس کے پیرو اسکو ناپسند کریں۔ جو عورتیں نماز نہیں پڑھتیں اُن کا کیا ذکر وہ تو خدا کی پرواہ نہیں کرتیں۔ وہ خاوند کی خدمت کو کیا جانیں گی۔ مگر جو نماز پڑھتی ہیں۔ اُن کو آگاہ رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رضامندی پر خاوند کی رضامندی کو مقدم رکھا ہے۔ پس جو عورتیں اس امر میں بے پرواہی کرتی ہیں۔ ان کو اس حدیث سے ہدایت حاصل کرنا چاہیئے۔

(۸) حدیث شریف:- کوئی عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ (مسلم۔ بخاری۔ ترمذی)

یہ حدیث بھی خاوند کی تعظیم کے بارے میں ہے۔ خاوند کی نارضامندی کی حالت میں نماز کا پڑھنا لاحاصل و بے سود فرمایا ہے۔ روزہ رکھنا بھی اسکی مرضی پر چھوڑا گیا ہے۔ نماز روزہ ہی دو تو بڑی عبادتیں ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ عورت کے واسطے خاوند کی تعظیم سے بڑھکر

باپ کی چھری بیٹے کے گلے پر

طغیان نازنین کہ جگر گوشہ خلیل ✤ در زیر تیغ رفت و شہید شس نمے کند

برادرانِ اسلام۔ السلام و علیکم۔ مدت سے آرزو تھی۔ کہ کوئی مضمون لکھیں۔ آج ماسٹر صاحب کے اصرار پر لکھ رہا ہوں۔ تعمیر خانہ کعبہ کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ کہ رب قدیر کی طرف سے حکم دیا جا رہا ہے۔ کہ جو چیز دنیا میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اسے ہماری راہ میں قربان کرو۔ تین روز تک متواتر یہی خواب دیکھتے رہے۔ چونکہ آپ صاحب نبوت تھے۔ حکم بذریعہ وحی نہیں۔ بلکہ بذریعہ خواب دیا جا رہا ہے۔ سوچتے تھے۔ کہ مجھے تو سب سے محبوب ہر چند اسماعیل ہے۔ اور اگر آپ کو اسکی قربانی لینی ہے۔ تو صاف حکم ہونا چاہیئے۔ مگر بعد میں آپ کو تحقیق اور یقین ہو گیا۔ کہ یہ خواب من قبیل وحی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے عزیز تر فرزند حضرت اسماعیل کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لئے بلایا۔ اور جب وہ سامنے آکر مؤدب کھڑے ہو گئے۔ تو فرمایا۔ کہ ایک رسی اور ایک تیز چھری لے آؤ۔ ہم دونوں سامنے کے پہاڑ پر چلیں گے۔ شیطان رجیم کو شک پیدا ہوئی۔ چنانچہ وہ ایک پیر مرد کی صورت میں پہلے حضرت اسماعیل کے پاس پہنچا۔ اور کہنے لگا۔ کہ جانتے ہو۔ کہ تمہارا باپ تمہیں کس مقصد کے لئے لے جا رہا ہے۔ فرمایا ہاں جانتا ہوں۔ فرمایا کہ شاید لکڑیاں کاٹنے جا رہے ہیں۔ اس پر شیطان بہت افسوس کرنے لگا۔ اور نہایت غمناک صورت بنا کر بولا۔ اسماعیل تم بھی کس درجہ سادہ لوح اور نیک دل صاحبزادے ہو۔ کہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ یہ تو تمہیں ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ اسماعیل نے کہا۔ کہ کیوں جھوٹ کہتے ہو۔ وہ میرے باپ ہیں۔ میرے ساتھ نہایت شفقت روا رکھتے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ ایسا بزرگ اور شفیق باپ اپنے بیٹے کو ذبح کر ڈالے۔ شیطان نے کہا۔ کہ تمہارے باپ کو یہ وہم لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ذبح کر دینے کا انہیں حکم دے دیا ہے۔ فرمایا۔ اچھا۔ اگر اللہ کا یہی حکم ہے۔ تو مجھے اسکی تعمیل میں کچھ عذر نہیں۔ شیطان یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ اور مزید کچھ کہنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ کہ بڑے میاں۔ تم یہ کس قدر آپ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بھلا اللہ کو کسی انسان کی قربانی سے کیا مطلب۔ کیا دنیا میں آج تک کبھی ایسا ہوا بھی ہے۔ قربانی اور پھر بیٹے کی قربانی۔ اس وہم کو دل سے دور کیجئے۔ حضرت ابراہیم اٹھے۔ بولے۔ ارے بیوقوف تو مجھے بیوقوف بناتا ہے۔ اور مجھے بہکاتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ میں تیرے بہکانے میں آجاؤں گا۔ ؎ سو لگالے زور یہ دنیا نہ بدلیگی وفا اپنی ✤ بدل جائے وفا تو عشق پر الزام آتا ہے۔

شہباز اپنا منہ لے کر چلا گیا۔ حضرت ابراہیم نے بیٹے سے کہا۔ یا بُنَیَّ اِنِّی اَریٰ فِی المَنَامِ اَنِّیٓ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَریٰ۔ (ترجمہ) بیٹا میں نے دیکھا ہے خواب میں۔ کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اس امر میں تیری کیا رائے ہے۔ کہ حضرت اسماعیل نے جواب دیا۔ یا اَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیٓ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ) ترجمہ:۔ ابا جان آپ جو آپ کو حکم ہے۔ اسکی فوراً تعمیل کر دیں انشاء اللہ صبر و استقلال سے کام لونگا۔ آپ مجھے صابر اور استقلال والا پائیں گے۔ اس طرح باپ بیٹا گفتگو کرتے ہوئے منیٰ میں پہنچ گئے۔ دونوں کے دلوں میں اللہ کی محبت موجزن تھی۔ ایک کو اللہ کی راہ میں بیٹے کو قربان کرنے کی اور دوسرے کو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی۔

حضرت اسماعیل نے فرمایا۔ ابا جان۔ آپ مجھے سیدھا نہ لٹائیں۔ اور میرے چہرے پر پٹی باندھ لیں۔ کیونکہ بوقت ذبح چہرے پر نظر پڑ گئی۔ تو بہت ممکن ہے۔ کہ شفقت پدری جوش میں آکر آپ کو متامل کر دے۔ اور اگر یہ بھی نہ بھی آپ آخری وقت میں آپ میرا چہرہ دیکھ کر ملول تو ضرور ہو جائیں گے۔ اور اس طرح ثواب کم ہونے کا امکان ہے۔ اور دوسرے میرے ہاتھ پیر بھی اس سے باندھ لیں۔ تاکہ میں تڑپ نہ سکوں۔ میرا تڑپنا بھی ضعف ہمت اور امر دل میں تاخیر کا باعث ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا بیٹا۔ تم تو میرے ساتھ امر دل میں بہت معاون ہو۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم نے بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھ لئے۔ اور اوندھے منہ لٹا کر چھری کو پتھر پر خوب تیز کیا۔ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھری چلا دی۔ اور شکر کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ سب سمجھ لیا کہ بیٹا ٹھنڈا ہو گیا ہوگا۔ اور اس کا تڑپنا میرے لئے اذیت قلب نہ ہوگا۔ تو آنکھوں سے پٹی کھولی تاکہ تعمیل ارشاد خداوندی کے شکریہ میں نماز ادا کریں۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت اسماعیل کھلے ہوئے۔ ایک طرف کھڑے ہیں۔ اور دوسری طرف ایک دنبہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ سامنے حضرت جبرئیل کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں۔ کہ ابراہیم اللہ فرماتا ہے۔ کہ آپ نے میرے حکم کی پوری پوری تعمیل کر دی ہے۔ اور آپ دونوں امتحان عشق میں پورے اترے مقصود محض آزمائش تھی۔ اسلئے ہم نے حضرت اسماعیل کی بجائے دنبہ ذبح کر دیا۔ آج بھی بھلا اگر مسلمانوں کو بیٹوں کی قربانی کرنی پڑتی۔ تو کتنے مسلمان میرے جو بیٹوں کی قربانی کرتے۔ ہمیشہ انسان جتنا بڑا ہوتا ہے۔ اسکی آزمائش بھی بڑی ہوتی ہے۔ جو لوگ میں تیس روپے کا دنبہ دنیا ان کے لئے مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔ وہ بیٹوں کی قربانی کیسے دیں۔ اس لئے ہر مسلمان پر جو کہ عاقل اور بالغ اور صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ ایسا جانور جو کہ کانا سینگ ٹوٹا ہوا۔ اور عیب دار نہ ہو۔ گائے اور بھینس اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں کیونکہ سال بھر میں ایک ہی موقعہ ہوتا ہے۔ یعنی ذی الحجہ کی دسویں یہ تین دن ہوتے ہیں۔ فقط:۔ سید انور حسین

مبارک باد:۔ تمام یاران رسالہ کی خدمت میں ادارہ کی طرف سے عید الضحیٰ کی تقریب سعید پر دلی ہدیہ تبریک پیش کیا جاتا ہے۔ گرباران طریقت سے بحکم آیت شریف اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ... بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ) یعنی روز ازل سے رب العالمین

در منقبت امام الاولیا والاصفیا مخزن خیرات و برکات مصدر فیوضات و کرامات سید السادات اعلیٰحضرت عظیم البرکت رفیع المنزلت امیر الملت والدین سیدنا و مرشدنا قبلہ عالم سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ

(۱) شہے مشکل کشائے دین پناہے — بملک دلبری تابندہ ماہے

(۲) فقیر و فخر عالم بادشاہے — ہمہ شاہان عالم را پناہے

(۳) امیر الملت و پیر طریقت — رموز حق عیاں پیش نگاہے

(۴) امام العارفین عالی مقامے — شہ عالی حسب عنت عرش جاہے

(۵) دلش اہل دلاں را کعبۂ جان — درش اہل جہاں را سجدہ گاہے

(۶) تو نور بخش دین و دنیا — منور تر ز نور و مہر و ماہے

(۷) امام الملت اسلامیاں را — شہ نوری لقائے کج کلاہے

(۸) ببائم بر درت با نالہ و آہ — بحال زار مسکینم .... نگاہے

(۹) غریب و ناتواں بیمار و معذور — ندارم در جہاں جز تو پناہے

(۱۰) تو اے محبوب محبوب دو عالم — بلطف انداز سوئے من نگاہے

(۱۱) کریما بادشاہا جاں پناہا — بدہ از رنج زارینم پناہے

(۱۲) ترا خواہم ترا جویم ہم از تو — نخواہم من زر و دولت نہ جاہے

(۱۳) طفیل سید کون و مکاں را — نگاہ لطف ہر حال تباہے

(۱۴) ز رنجش خویش فریاد است فریاد — مبدل کن بلطف افگن نگاہے

(۱۵) بلاہائے زمانہ دور گردند — دعائے گر کنی یک صبحگاہے

(۱۶) کرم کن آمدم من خستہ و زار — کہ جز تو نیست در عالم پناہے

(۱۷) شب و روزم شہا فیروز باشد — بلطف ار افگنی بر من نگاہے

کریما رحم بر کرم الٰہی

طفیل خواجگان دین پناہے

غلام من غلام تو شہا

محبت اہل اللہ — حبّ درویشاں

درویش خدا کے محبوب اور مقبول بندگان ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر کام چلنا۔ پھرنا۔ سونا۔ جاگنا۔ کھانا۔ پینا سب خدا تعالیٰ کی رضا کے ماتحت ہوتا ہے۔ وہ اپنی نفسانی خواہش سے کوئی کام نہیں کرتے۔ نہ ہی وہ اللہ تعالےٰ کے کسی قضا اور واقعہ کے شکایت کرتے ہیں۔ اور ہر وقت ہر حال میں تسلیم و رضا پیش کر کے اس دارِ فانی میں حیاتِ مستعار کے دن گذارتے ہیں۔ خواجہ حافظ رح فرماتے ہیں۔ تم تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی۔ وہ اپنی خواہشات نفسانی کے ماتحت زندگی بسر نہیں کرتے۔ بلکہ خواہشات اور آرزوؤں کو خدا ای تقدیر اور ارادے ماتحت زائل کر چکے ہوتے ہیں۔ ع:-

آرزو بگذار تا رحم آیدت

ہر فعل میں ہر عمل میں ان کو رضا جوئی محبوب حقیقی ہی کی طلب ہوتی ہے۔ جس طرح بھی ہو۔ ان کو خدا تعالیٰ کی ہی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو محبوبیت کی شان عطا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ صحیح اور سچے غلام متبع رسولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے جو باعثِ تخلیق کا اور مولیٰ تعالےٰ کا حبیب اور محبوب ہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو بھی وہ اعلےٰ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ ان کی رضا خدا کی رضا کے ماتحت یا خدا کی رضا ان کی رضا ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں اور اولیاء اللہ۔ مقبول درویشان کی شان میں ان حزب اللہ کے پاک خطاب عطا کر کے ہم

الغالبون کا (تمام پر غلبہ کا) درجہ عطا فرماتا ہے۔ دوسری جگہ کیا پاک ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

اَلَا اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ علیہم وَلَا ھُم یَحزَنُون وَالَّذِینَ آمَنُوا وَکَانُوا یَتَّقُون۔ لَہُمُ البُشریٰ فِی الحَیاتِ الدُّنیا وَفِی الآخِرَۃ۔ لَا تَبدِیلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہ

سبحان اللہ کیا پاک بشارت ہے۔ اے لوگو اے دنیا رہنے والو۔ سن لو۔ کہ تحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کو کوئی حزن ہے۔ اولیاء اللہ کون ہیں۔ وہ بزرگ ہیں جو (دل و جان) صحیح ایمان لا کر مومن ہوتے اور اتقا اختیار کرتے ہیں۔ یعنی جو متقی ہیں (سبحان اللہ) ان کے واسطے اس دنیا اور دوسرے جہان دونو میں۔ فلاح نجات اور رحمت و برکت کی بشارت ہے۔ یہ مہربانیاں یہ نوازشیں یہ انعام و اکرام یہ بخششیں خدا تعالےٰ کی کرم نوازی سے ہیں۔ کوئی طاقت ان کلمات (انعام و اکرام) کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ کیسی پاک بشارت کیسے اعلیٰ اعزاز۔ انعام و اکرام خدا تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں۔ کہ ان کو اسی جہان میں زندگی ہر طرح آرام و آسائش سے گزارنے کی بشارت اور دوسرے جہان میں (مقاماتِ ربّانی کے دیدار) اور خلد بریں میں مدارج اعلیٰ پر فائز ہونے کی بشارت ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہمارے ان انعامات اور اکرام کو کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔ اس جہان میں بھی

اخبار

خدا کا فضل و کرم کہ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ اور صاحبزادگان عالی مقام خوش و خرم بصحت ہیں۔ غلامان و حلقہ بگوشان سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کو مبارک ہو۔ کہ عنقریب روضہ اقدس کی تعمیر شروع کر دی جائیگی صرف سیمنٹ کے گاڑی کی آمد کا انتظار ہے۔ ایلٹیں خداوند تعالیٰ جناب محترم صاحبزادہ مولینا الحاج سید حافظ اختر حسین شاہ کی سعی سے لکھوکھا جمع ہوگئی ہیں۔ خدا کرے سیمنٹ کی گاڑی جلدی آجائے۔ تاکہ کام شروع کر دیا جائے۔ صرف اب سیمنٹ کا انتظار ہے۔ (۳) وہ اراضی جو اراضی تردکہ ضلع گورداسپور کے عوض جو سرکار علی پوری نے مدرسہ نقشبندیہ۔ مسجد نور لنگر شریف کے لئے واقف کی ہوئی تھی۔ کے عوض لائل پور اور بن امیر یا میں ملنے والی ہے۔ اس کے لئے ابھی مزید دعا کی اور سعی کی ضرورت ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے یقین ہے۔ کہ ہم کو اللہ تعالے مایوس نہیں کرے گا۔ اور جن جن اشخاص ہم کو تکلیف دینے کی کوشش کی اور ہم کو پریشان کیا۔ ان کو اللہ تعالے کی بارگاہ سے ہی بدلہ ملے۔ ۶۔ ہر کہ با دل بندگان افتاد بفتاد۔ یاران طریقت اس میں کامیابی کے لئے مدام دعا کیا کریں۔ (۴) اعلیٰ حضرت حضور مولینا الحاج امام الاولیاء الاصفیا صدر الافاضل حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دامت برکاتہم۔ حضور مولینا جناب محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کے بعد قصور اور مقامات قصور میں یاران طریقت اور غلامان کو اپنے فیوضات روحانی اور برکات و توجہات سے مستفیض فرماتے رہے۔ اور آج کل حضور لاہور میں کلی فقر خانہ میں حاجی حکیم مبارک احمد کے مکان پر تشریف فرما ہیں۔ (۵) صاحبزادہ سید مولینا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب علاقہ بجوات میں تشریف لے گئے تھے۔ اب آستانہ پر واپس تشریف لے آئے ہیں۔ مولینا الحاج حضرت صاحبزادہ سید انور حسین شاہ صاحب جو حاجتمند اور زائرین علی پور شریف حاضر ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت کرتے ہیں۔ (۶) روضہ اقدس پر شب و روز اجتماع زائرین رہتا ہے۔ اور ہر حاجتمند اپنی اپنی مراد حاصل کر کے بہرہ مند ہو کر جاتا ہے۔ خدا تعالے کے پاک بندوں کی حیات و ممات ہر وقت ہر اس صاحب کو جو خلوص قلبی اور بارادت حاضر ہو رسائی کرتی ہے۔ (۷) مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف میں طلباء کی تعداد بہت کافی ہے۔ اور مولینا الحاج مولوی عبد الرشید صاحب تمام دن طلباء کو اسباق پڑھانے میں ہی مشغول رہتے ہیں۔ (۸) حضرت مولینا الحاج صاحبزادہ پیر نور حسین شاہ صاحب چند دنوں سے حیدر آباد دکن کے یاروں کے اصرار پر حیدر آباد دکن اور میسور بنگلور کو تشریف لے گئے ہیں۔ (۹) امسال بھی آستانہ عالیہ علی پور شریف سے عالی جناب حضرت مولنا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب اور مولنا الحاج حضرت صاحبزادہ پیر حافظ سید نذر حسین شاہ صاحب برائے زیارت حرمین الشریفین و حج مبارک تشریف لے گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان ہر دو صاحبزادگان عالی مقام بخیر و خوبی حج اور زیارت حرمین الشریفین سے مشرف فرما کر مراجعت فرمائے وطن کرے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

(ارتحال)

نہایت افسوس اور دلی رنج سے یہ خبر درج رسالہ کی جاتی ہے۔ کہ سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نہایت مخلص غلام سید محمد حسین شاہ ساکن بردالہ سیداں۔ مہاجر۔ پنشنر ہیڈ ماسٹر ساکن حال کسر ونکہ ضلع ملتان اپنے فرزند حیات سید محمد حسین صاحب کے پاس ڈیرہ غازیخان میں چند دن بیمار رہ کر ۲۲ جون کو رہگزر ہے عالم جاودانی ہو گئے۔ ناظرین رسالہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس